عقائد صحابہ رضی اللہ عنہ فی علم الغیب

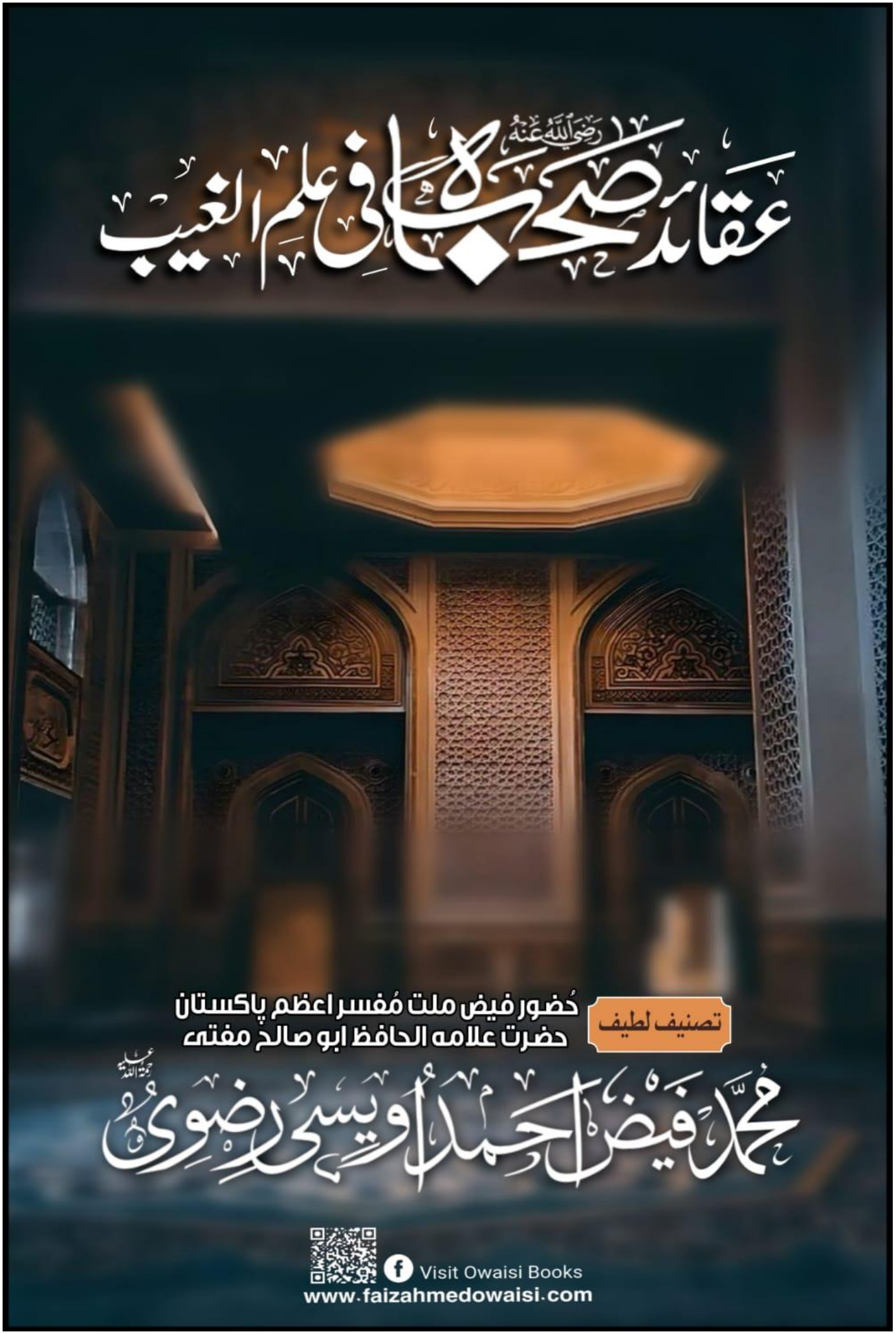

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

ضروری ھدایات

۱۔ مذہبِ اہلسنت و جماعت پر قائم رہیں۔ اہلسنت کے جتنے مُخالف فرقے ہیں ان سب میں سے کسی کی صحبت میں نہ بیٹھیں اور اپنے دین و ایمان کی دولت کو محفوظ رکھیں۔

۲۔ نمازِ پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے خواہ انسان مقیم ہو یا مسافر۔ جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہوں وہ سب نمازیں ادا کریں۔

۳۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی فرض ہے، کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے کُل (تمام) یا بعض (چند) قضا ہو گئے ہوں تو ان کو ادا کرنا لازم ہے۔

۴۔ جو مسلمان مالدار ہے، مالکِ نصاب ہے[1]، سال گذرنے پر اس پر فرض ہے کہ زکوۃ ادا کرے اور سال گذرنے سے پہلے زکوۃ ادا کرے گا تو بھی زکوۃ ہو جائے گی۔ اور جتنے سال کی زکوٰۃ ادا کرنا باقی ہے حساب کر کے ادا کرے۔

۵۔ جو مسلمان صاحبِ استطاعت (مالدار) ہو، مالدار ہو اس پر حج کرنا بھی فرض ہے۔ ایسا شخص جو نہ کرے اس کے لیے حدیثوں میں سخت وعید (مذمت) آئی ہے۔

۶۔ شریعتِ مطہرہ کی پابندی کریں، شریعت کے مطابق چلیں اور شریعت کی مخالفت سے بچیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور برے کاموں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

۷۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا علامہ الشاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ ان کا مسلک مذہب اہلسنت و جماعت ہے۔ حرمین طیبین مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، عرب و عجم کے علماء کرام نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کیا ہے اور اس صدی کا مجدّد[2] مانا ہے۔ مولا عزوجل ہم سب کا بزرگانِ دین کے وسیلہ جلیلہ سے ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

دستخط

محمد فیض احمد اویسی غُفِرَلہٗ

محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

---

[1] مالکِ نصاب، ہر وہ مسلمان عاقل و بالغ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اسکے برابر مالیت رقم حاجت اصلیہ کے علاوہ موجود ہو اور اس پر سال گزرے، مالک نصاب کہلاتا ہے۔ (س رضا)

[2] مجدّد دین اسلام کا تازہ دم کرنے والا، گمراہیوں کو ختم کرنے والا، اور امت کی اصلاح کرنے والا شخص ہوتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں امت کی رہنمائی کے لیے بھیجتا ہے۔ (س رضا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

امابعد! اللہ تعالی نے ایمان و بے ایمانی کا معیار خود بتایا ہے۔

بے ایمان لوگ: وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَمَا ھُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ (پ۱ع۲)

ترجمہ: بعض لوگ کہتے ہیں ہم اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان لائے (حالانکہ) وہ پکّے بے ایمان ہیں ۔

فائدہ: یہ آیت منافقین کے متعلق ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ایمان زبانی بیکار ہے جب تک نہ ہو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

اگر چہ وہ کتنا ہی بڑے زور و شور سے اسلام کا دعوی کریں بلکہ زبان سے، اگر چہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی بھی گواہی دیں تب بھی جھوٹے اور کذّاب ہیں چنانچہ فرمایا:

"اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ ۘ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَشۡھَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ ۚ)" (سورہ منافقون پ۲۸ع۱)

ترجمہ: منافقین نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اللہ کو معلوم کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے، کہ یقینا منافقین جھوٹے اور کذّاب ہیں۔ بلکہ ان کی سزا اور عذاب بہ نسبت دوسرے کافروں کے زیادہ سخت ہے۔

چنانچہ فرمایا: اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ (پ۵)

ترجمہ: بیشک منافقین دوزخ کی آگ کے سب سے نچلے حصے میں ہوں گے۔

سچّے مومن: اللہ نے فرمایا: "وَاِذَا قِیۡلَ لَھُمۡ اٰمِنُوۡا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ"

ترجمہ: اور جب اُنہیں کہا جائے اس طرح ایمان لے آؤ جس طرح صحابہ ایمان لے آئے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کو وہی ایمان اور عقائد محبوب ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہیں۔ فقیر آنے والے اوراق میں سب سے پہلے صحابہ کرام کے عقائد عرض کریگا اس کے بعد منافقین کے عقائد بیان کرے گا۔ ناظرین کو جو عقائد پسند ہوں انہیں اپنائیں۔

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلَاغُ الۡمُبِیۡنُ

مقدمہ

علمِ غیب: اس موضوع پر ہزاروں تصانیف لکھی گئیں۔ سینکڑوں مناظرے ہوئے اور نامعلوم اس پر کتنی تصانیف اور کتنی بحثیں (مناظرے) ہوئے۔ فقیر اس پر فیصلہ کی کیا حیثیت رکھتا ہے۔ صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے چند روایات اور ان کے اپنے معمولات وعقائد عرض کرنے کی جرات کرتا ہے۔ ممکن ہے کسی خوش قسمت انسان کو اس کے متعلق کچھ سمجھ آجائے۔ چونکہ آج کل یہ مُسلّمہ (تسلیم شدہ) مستقل عقیدہ بلکہ علامتِ دین (دین کی نشانی) بن چکا ہے۔

مثلاً: اہل سنت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علم غیب ماننے والا مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ اور ان کے ہمنوا فرقوں کے ہاں اس کے ماننے والا مشرک، بدعتی گردانا (سمجھا) جاتا ہے۔ دونوں طرف سے عوام اِفْراط وتَفْرِیط (آزمائش) میں مبتلا ہیں۔ اسی لیے فقیر کی اس کتاب سے کسی کو غلط فہمی نہ ہو اسی لیے ناظرین امام اہل سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تنبیہاتِ ذیل کو مدّ نظر رکھ کر فقیر کی معروضات کو پڑھیں، ورنہ ہزاروں غلطیوں میں مبتلا ہونے کا امکان ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت "خالص الاعتقاد" مُصَنَّفْ امام اہلسنت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے لی گئیں۔ جس کا خلاصہ حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جاء الحق میں لکھا، پیش کی جاتی ہیں۔

امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے پہلے اصولِ دین کے قواعد لکھ کر فرمایا:

بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہو اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل وارد ہیں۔

"قسم اول"

۱۔ اللہ عزوجل ہی عالم بالذات [3] ہے بے اس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالی نے اپنے بعض غُیوب کا علم دیا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس کا علم معاذ اللہ علمِ اَقدس (آپ ﷺ کے علم) سے ہرگز وسیع تر (کشادہ) نہیں۔

۴۔ جو علم اللہ عزوجل کی صفتِ خاصہ (خاص صفت) ہے جس میں اس کے حبیب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو۔ وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

۵۔ زید وعمرو سچے پاگل چوپائے کو علم غیب میں محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُمَاثِل (مثل) کہنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے۔

یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور ان کا منکر بے دین اور ان میں شک لانے والا قصداً کافر یہ قسم اول ہوئی۔ [4]

"قسم دوم"

---

[3] حقیقی اور ذاتی علم کا مالک اللہ عزوجل ہے۔ (س رضا)

[4] (فتاوی رضویہ، رسالہ رماح القہار علی کفر الکفار، 414/29، رضا فاونڈیشن، اشاعت 2005)

۱۔ اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو بھی کچھ علومِ غیب ملتے ہیں مگر بواسطۂ رسل علیہم الصلاۃ والسلام۔

معتزلہ، خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے) صرف رسولوں کے لیے اطلاعِ غیب (علم غیب) مانتے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علومِ غیب میں اصلاً حصہ نہیں جانتے گمراہ مُبْتَدِعْ (بدعتی) ہیں۔

۲۔ اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو غیوبِ خَمسہ [5] سے بہت جزئیات کا علم بخشا۔

جو یہ کہے کہ خمس (پانچوں علوم) میں سے کچھ بھی کسی کو عطا نہیں، یہ قسم دوم ہے اور اس قسم کا منکر گمراہ بد مذہب ہے کہ صدہا احادیث (ہمیشہ کے لئے حدیث) کا انکار کرتا ہے۔ [6]

"قسم سوم"

۱۔ حضور کو قیامت کا بھی علم عطا ہوا کہ کب ہوگی ۔

۲۔ تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات جو لوحِ محفوظ میں ہیں ان کا بلکہ ان سے بھی زیادہ کا علم دیا گیا۔

۳۔ حضور ﷺ کو حقیقتِ روح اور قرآن کے سارے متشابہات [7] کا علم دیا گیا۔ [8]

فقیر اویسی غفرلہ کا یہ مجموعہ از قسم آخر (آخری قسم سے) ہے اس کا منکر کافر ہے اور نہ ہی اس کے لیے نُصوصِ قطعیہ [9] کی حاجت بلکہ اس کے لیے ضُعفاء (روایات) بلکہ وہ موضوع روایات جن کی تائید احادیثِ صحاح سے ہو تو بھی قبول (اصول فقہ اسماعیل دہلوی مطبوعہ مجتبائی)۔

اسی لیے عُشّاق پڑھ کر ایمان تازہ کریں گے خوشیاں منائیں گے منکرین کی قسمت میں انکار لکھا ہے ان کے نُصوصِ قطعیہ بھی غیر مفید۔

بہر حال فقیر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدت کے پھول چُن کر پیش کیئے ہیں کوئی قبول کرتا ہے تو اپنی سعادت پر ناز کرے اور منکر اپنے انکار پر ماتم۔

عقیدہ و عقیدت کا فرق: عقیدہ نُصوصِ قطعیہ اور احادیثِ متواترہ [10] سے ثابت ہوتا ہے اس کا منکر کافر ہے اور عقیدت، رِوایاتِ ضعیفہ اور وہ موضوعہ جو موئیدہ [11] ہوں بلکہ آیات قرآنیہ و احادیثِ نبویہ کے معمولی اشارات سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اس فرق کو نہ سمجھتے ہوئے جاہل وہابی، دیوبندی بلکہ ان کے پڑھے لکھے عالم دین کہلوانے والے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ کس آیت میں ہے اور یہ کسی حدیث صحیح میں ہے۔

تجربہ کرلو! یہ ان میں عام مرض ہے اور یہ مرض انہیں منافقین و خوارج سے وراثت میں نصیب ہوا ہے۔

(تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں ملاحظہ فرمائیں)

---

[5] غیوبِ خمسہ کی تفصیل: عِلْمُ السَّاعَة، قیامت کب آئے گی۔ يُنَزِّلُ الْغَيْث۔ بارش کب، کہاں، کتنی نازل ہوگی۔ مَا فِي الْأَرْحَام، ماں کے رحم میں کیا ہے (جنس، مزاج، نصیب وغیرہ)۔ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، انسان کل کیا کمائے گا (روزگار، نفع، نقصان وغیرہ)۔ فِي أَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، انسان کہاں مرے گا۔ (س رضا)

[6] (فتاوی رضویہ، رسالہ رماح القہار علی کفر الکفار، 29/415، رضا فاونڈیشن، اشاعت 2005)

[7] آیاتِ تشابہات قرآن مجید کی وہ آیات کہلاتی ہیں جن کے ظاہری معنی واضح نہیں ہوتے، اور ان کی اصل مراد یا حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، یا بعض اہلِ علم جانتے ہیں اللہ کے دیے ہوئے فہم سے۔ (س رضا)

[8] (فتاوی رضویہ، رسالہ رماح القہار علی کفر الکفار، 29/415، رضا فاونڈیشن، اشاعت 2005)

[9] قرآن و حدیث سے دلائل کی حاجت ہے۔ (س رضا)

[10] "حدیثِ متواتر وہ ہے جسے ہر طبقے میں ایسی جماعت نے روایت کیا ہو جس کا جھوٹ پر متفق ہونا عادتاً محال ہو، اور ان کی خبر کا ماخذ محسوس (یعنی آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سنا) ہو"۔ (س رضا)

[11] وہ احادیث موضوعہ جن کی تائید کے لئے دوسری احادیث اسی مفہوم پر آئی ہوں، قبول کی جاتی ہیں۔ (س رضا)

مُشاھداتِ صحابہ: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مجموعی واقعات جن میں وہ مجموعی طور پر موجود تھے ان میں انکار فوراً مشاہدہ ہوا یا دیر بعد یہ جملہ مشاہدات، مبنی بر علمِ غیب سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (آپ ﷺ کے علم غیب پر مبنی) ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ایک تیز آندھی شروع ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آندھی ایک منافق کی موت کے وقت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ آندھی کے وقت منافقوں کے ایک سردار کی موت واقع ہوئی ہے۔[12] (خصائص کبری)

فوائد و عقائد: وہ اُمور جو عام انسان کے لیے غائب ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایسے ہیں جیسے رائی کا دانہ ہتھیلی پر۔

کسی کی موت کہ کب ہو گی اور کہاں ہو گی۔ یہ دونوں اُمور اُن عُلومِ خَمس سے ہیں جنہیں مخالفین غیر اللہ کے لیے ماننے کو شرک کہتے ہیں۔

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں اُمور بتا دیئے اور صحابہ کرام نے تصدیق کی اور یہی ان کا عقیدہ تھا۔

الحمد للہ ہم اہل سنت بھی اسی عقیدہ پر ہیں۔

مروی ہے کہ مسیلمہ الکذاب نے دعوی نبوت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اسلام بھی قبول کیا جب واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی قوم کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنے گا۔[13] (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۱۷، ج ۱)

یہ واقعہ لکھ کر خدام الدین لاھور ۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء میں لکھا:

نوٹ: کچھ عرصہ کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی مانتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے نبی تسلیم کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کذّاب (جھوٹا) ہے تیرے ساتھ مُصَالَحَت (صلح) نہیں ہو سکتی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ذلیل ہو کر قتل کیا گیا۔ چالیس ہزار پیروکاروں میں سے بیس ہزار اس کے ساتھ واصل جہنم ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکینِ مکہ سے مُصَالَحَت (صلح) کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹے نبی سے مُصَالَحَت (صلح) کرنا گوارہ نہ کیا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ جھوٹی نبوت کا دعوئی اور اس سے صُلح کرنا نہ قابل معافی جرم ہے۔

عقیدہ: کسی کے متعلق قبل از خبر (خبر دینے سے پہلے) دینا۔ علم غیب ہے کہ ان پانچ علوم سے ایک ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غیبی خبر کی صحابہ نے تصدیق کی اور یہی انکا عقیدہ تھا۔

---

[12] (الخصائص الكبرى، فَائِدَة فِي حِكْمَة قتال الْمَلَائِكَة مَعَ النَّبِي صلى الله عليه وسلم، 391/1، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[13] (تذكرة الحفاظ، الطبقة السابعة من الكتاب، 254/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1419 هـ 1998 م)

غیبی خبر: وَعَن شبيب بن أبي روح عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ رَسُولَ اللهِّ صلى الله عليه وسلم صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّومَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الطَّهُورَ فَإِنَّمَا يلبس علينا الْقُرْآن أُولَئِكَ»[14] (رواہ النسائی ومشکوۃ کتاب الطہارت)

ترجمہ: ابن ابی روح سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کی کہ تحقیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں سورہ روم کو پڑھا۔ تو آپ کو تشابہ ہوا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھا وضو نہیں کرتے۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ لوگ قراتِ قرآن میں ہم پر اِشْتِبَاہْ (شُبہ) ڈالتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔ اس لیے جب آپ کو قرآت میں تشابہ ہوا۔ تو آپ ﷺ کو فوراً اس کا سبب معلوم ہو گیا کہ کسی مقتدی نے وضو کرنے میں کوئی سنت ترک کی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر برملا ارشاد فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے غیبی خبر کو تسلیم فرمایا یہی ہمارا مُدَّعا (نظریہ) ہے۔

اپنے وِصال کی خبر: وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَفَاضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ جَمْعٍ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَقَالَ: «لَعَلِّي لَا أَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا»[15] (رواہ الترمزی، مشکوۃ فی کتاب المناسک)

ترجمہ: یعنی ترمذی شریف میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے چلے اور ان پر تسکین (آہستگی) تھی چلنے میں۔ اور لوگوں کو آہستہ چلنے کا حکم کیا۔ اور اونٹنی کو میدانِ محسر[16] میں جلدی چلایا۔ اور لوگوں کو حکم کیا یہ کہ ماریں مانند کنکریوں حذف کہ[17] (یعنی چنے چنے برابر) اور آپ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا کہ شاید میں تم کو اس برس کے بعد نہ دیکھونگا (یعنی میرا وصال ہو جائے گا)۔

فائدہ: اس حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ اپنے وصال کی اطلاع پہلے ہی سے دیدی اور یہ بھی علم ماقی الغد (علم غیب) میں سے ہے۔ جو علوم خمسہ (مذکورہ) میں سے ایک ہے جسے مخالفین شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔

منافقین کا علم: عن أبي مالك أنه صلى الله عليه وسلم قام خطيبا يوم الجمعة فقال: اخرج يا فلان إنك منافق، اخرج يا فلان إنك منافق، حتى أخرج ناسا وفضحهم.[18]

ترجمہ: یعنی ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھا۔ پھر فرمایا کہ اے فلاں نکل جا۔ تحقیق تو منافق ہے نکل جا اے فلاں تو منافق ہے۔ پس ہماری مسجد سے نکل جا۔

---

(14) (مشكاة المصابيح، كتاب الطَّهَارَة، الْفَصْل الثَّالِث، 97/1، الحديث 295، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

(15) (مشكاة المصابيح، كتاب الْمَنَاسِك، بَابُ الدَّفْعُ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ، 802/2، الحديث 2611، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

(16) مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں اصحابِ فیل (ابابیل وابرہہ کا واقعہ) پیش آیا تھا وادی محسر سے جلدی گزرنے کو سنت یا مستحب قرار دیا گیا ہے۔ (س رضا)

(17) نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ جمار کو ماریں جیسے کنکریاں مارنے کا طریقہ ہوتا ہے، یعنی چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماریں، زور سے پتھر نہ پھینکیں۔ (س رضا)

(18) (غرائب القرآن ورغائب الفرقان، سورت التوبة تحت آیت 100 الی 110، 3/ 524، الحديث 3578، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى 1416 ھ)

پس نکالا مسجد سے چند آدمیوں کو، ان کی رسوائی نے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء جلد اول صفحہ ۲۴۱ میں اَرْقَامْ فرماتے ہیں:

قال ابن عباس كان المنافقون من الرجال ثلاثمائة ومن النساء مائة وسبعين[19]

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مردوں میں سے منافق تین سو تھے اور عورتوں میں سے ایک سو ستر۔

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں رویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو احوال سے خبر کر دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ کسی کے متعلق کچھ کہتے تو آپ اس کی اتباع کرتے اگر وہ (حزیفہ رضی اللہ عنہ کسی کا نماز جنازہ) نہ پڑھتے تو آپ بھی نہ پڑھتے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوۃ کی جلد ۵ صفحہ ۶۱۸ میں فرماتے ہیں:

" فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ) ، أَيْ: صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم (الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ) ، أَيْ: ذَلِكَ السِّرَّ (غَيْرُهُ) ؟ أَيْ غَيْرُ حُذَيْفَةَ قِيلَ: مِنْ تِلْكَ الْأَسْرَارِ أَسْرَارُ الْمُنَافِقِينَ وَأَنْسَابُهُمْ، أَسَرَّ بِهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ حَدِيثُهُ الخ [20]"

یعنی کیا نہیں ہے حذافہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز داں؟ وہ بھید (راز) کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے حذیفہ کے بعض ان کے اَسْرَارِ منافقین (منافقین کے راز) اور نسبیں ان کی خفیہ طور پر بتلا دیئے اللہ نے، وہ اَسْرَارِ نبی علیہ السلام (آپ ﷺ کے راز) کو جیسا کہ حدیث مذکورہ سے واضح ہے۔

انتباہ: اس میں رد ہے کمالاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کا جو کہتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) منافقین کا علم نہ تھا۔ جب کہ نہ صرف حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بلکہ آپ ﷺ نے اپنے راز دانِ صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق آگاہی بخشی کہ وہ ہر منافق کو جانتے تھے اور اس کی منافقت کو بھی اور منافقین کے علامات سے بخوبی واقف تھے۔

شام وفارس ویمن قبضہ میں: حضرات براء ابن عازب اور جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثاروں کے لیے خندق کھودنے کا حکم صادر ہو چکا، تو ہم لوگوں نے مارا مار (زور وشور وسے) کھدائی شروع کی۔ کھودتے کھودتے پتھر کا ایک ٹکڑا برآمد ہوا جو ایسا سخت تھا کہ ہشت دہات (کئی لوگوں) نے بھی اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے[21]۔ بہت سی کُدالیں (کھودنے کا آلہ) اس پر ٹوٹیں۔ لوگ سر پٹک پٹک کے ہار گئے مگر اس کا ایک ذرہ تک الگ نہ ہوا۔ تو حضور کو اس کی اطلاع کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لانے کے لیے اٹھے اور حالت آپ کی یہ تھی کہ تین دن سے ایک دانہ بھی دہن مبارک میں نہیں گیا تھا۔ شدّتِ گرسنگی (بھوک) سے پتھر شکم پاک سے بندھا تھا۔ جس وقت حضور نبی

---

[19] (شرح الشفا، البَابُ الثَّانِي [فِي تَكْمِيلِ اللَّهِ تَعَالَى لَهُ المحاسن خلقا وخلقا]، فصل [وأما الحلم]، 249/1، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الأولى، 1421ھ 2001م)

[20] (مرقاة المفاتيح، [كِتَابُ الْمَنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ] [بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ]، [بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ]، 3998/9، تحت الحديث 2600، دار الفكر، الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002م)

[21] بطور محاورہ استعمال ہوا۔ (س رضا)

کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر کُدال اس سنگ لاخ (مظبوط پتھر) پر ماری۔ دست اعجاز پرست کی برکت سے تہائی پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور ایک بجلی سے کوند (چمک) گئی جس کی روشنی میں آپ نے فرمایا کہ ملک شام مجھے نظر آتا ہے۔ دوسری بار الا اللہ کہہ کر جو آپ نے ضَرب لگائی تو دوسرا ثُلُث (تہائی) مٹی ہو کے الگ ہو گیا اور لمعہ برق (بجلی) کی تجلی میں فارس کا ملک نظر انور سے گزر گیا۔ تیسرے ہاتھ میں کل پتھر کا فیصلہ ہو گیا۔ آگ نکلی اس سے تمام یمن آئینہ ہو گیا۔ غرض یہ کہ جو پتھر سینکڑوں ہزاروں چوٹ میں سارے لشکر سے نہ ٹوٹا تھا اس کو تین ہاتھ میں آپ ﷺ نے سرمہ سا کر دیا اور یہ ہدایت مہم غیبی حضور نے یہ پیشگوئی کہ کہ تینوں ملک میری امت کے ہاتھوں فتح ہوں گے اور اللہ جل شانہ اپنے پاک بندوں کو غالب کر کے اپنے سچے دین اسلام کی روشنی سے کفر و گمراہی کے اندھیرے کو دور کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ملک یمن تو حضور ﷺ کے روبرو ہی اسلام کے قبضہ اقتدار میں آ گیا اور باقی آپ ﷺ کے بعد جناب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد سعادت مہد میں فتح ہو گئے۔ [22]

فائدہ: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودنے کے درمیاں تین ملکوں (شام فارس، یمن) مسلمانوں کے قبضہ کی خبر دی۔ انہیں فتح کیا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشاہدہ کیا اور اسی پر ان کا عقیدہ تھا۔ الحمد للہ وہی عقیدہ اہلسنت کے نصیب میں ہے۔

عمیر بن وھب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: جنگ بدر کے کچھ دن بعد ایک روز عمیر بن وہب بن خلف اور صفوان بن امیہ بن خلف رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ میں حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمیر رضی اللہ عنہ مذکورہ ان قریش میں سے تھے جو کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو اذیت دیا کرتا تھے۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر اسیر انِ جنگ (جنگ کے قیدیوں) میں سے تھا۔ عمیر و صفوان کے درمیان یوں گفتگو ہوئی۔

عمیر: بدر میں ہمارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں کیا کیا مصیبتیں اٹھائیں۔ ظالموں نے کسی بے رحمی سے ان کو گڑھے میں پھینک دیا۔

صفوان: اللہ کی قسم اب ان کے بغیر زندگی کا لُطف نہ رہا۔

عمیر: اللہ کی قسم! تو نے سچ کہا۔ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا میرا کنبہ نہ ہوتا جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے تو میں سوار ہو کر محمد کو قتل کرنے جاتا۔ کیونکہ اب ایک بہانہ بھی ہے میرا بیٹا ان کے ہاتھ گرفتار ہے۔

صفوان: آپ کا قرض ادا کر دیتا ہوں آپ کا کنبہ میرے کنبے کے ساتھ رہے گا میں آپ کے بچوں کا مُتَکَفِّلْ (کفالت کرنے والا) ہوں جب تک وہ زندہ ہیں۔

عمیر: بس میرے اور آپ کے درمیان۔

صفوان: بسر و چشم (عمیہ کی روانگی کے بعد لوگوں سے) اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں پر خدا کی عنایات کا ذکر کر رہے تھے (عمیر تلوار کو آڑے لٹکائے ہوئے اپنی اونٹنی کو مسجد میں بٹھا دیتا ہے) عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دشمن عمیر کسی شرارت کے لیے آیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ: اسے میرے پاس لاؤ۔ (عمیر سے) آگے آؤ!

عمیر: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صبح بخیر ہو۔

---

[22] (شواہد النبوت، جنگ خندق کی چٹان کی چنگاریاں روم و صنعاء کے محلات پر گر گئیں، 141/1، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 ھ 2001 م)

رسول اللہ ﷺ: عمیر تو نے جاہلیت کا سلام کہا۔ مگر اللہ نے ہمیں تیرے سلام سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے۔ اور یہ وہ سلام ہے جو اہل بہشت (جنتیوں) کا تحیہ (سلام) ہے۔

عمیر: یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سلام آپ کو تھوڑے دنوں کے لیے ملا ہے۔

رسول اللہ ﷺ: عمیر کیوں کر آنا ہوا؟

عمیر: اپنے بیٹے کے لیے جو آپ ﷺ کے پاس اسیر انِ جنگ (جنگ کی قیدیوں) میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ: پھر گلے میں تلوار کیوں آڑے لٹکا رکھی ہے۔

عمیر: خدا ان تلواروں کو بُرا کرے۔ انہوں نے ہمیں کچھ فائدہ نہ دیا۔

رسول اللہ ﷺ: سچ بتاؤ کس لیے آئے ہو۔

عمیر: فقط اپنے بیٹے کے لیے۔

رسول اللہ ﷺ: نہیں تو اور صفوان حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے تو نے مقتولین بدر کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے پھر تو نے کہا اگر مجھ پر قرض اور بارِ کُنبہ نہ ہوتا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر نکلتا، یہ سُن کر صفوان نے بار قرض وغیرہ اپنے ذمہ لیا کہ تم مجھے قتل کر دے۔ (معاذ اللہ) مگر اللہ تیرے اور اس غرض کے درمیان حائل ہے۔[23]

حضرت امام الماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "الاعلام" میں لکھا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمیر کو فرمایا کہ تم کن شرائط پہ میرے ہاں پہنچے ہو یہ سن کر عمیر گھبرا گیا اور کہا کونسی شرائط۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تحملت له بقتلي على أن يعول بنيك ويقضي دينك والله تعالى حائل بينك وبين ذلك (اعلام ص ۱۰۴)

ترجمہ: تو میرے قتل کرنے کو آیا اس سے یہ شرط لگائی کہ وہ تیرے قرض اتارے اور تیرے اہل وعیال کے اخراجات برداشت کرے لیکن میرے اور تیرے درمیان میرا خدا تعالیٰ حائل ہے۔

یہ سن کر عمیر نے کہا:

أشهد أنك لرسول الله وإنك صادق وأشهد أن لا إله إلا الله كنا نكذبك بالوحي من السماء وهذا الحديث كان سرا بيني وبين صفوان كما قلت لم يطلع عليه أحد غيري[24] (اعلام ص (۱۰۴)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول اور آپ اپنی ہر بات میں سچے ہیں اور گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم آپکی وحی آسمانی کی تکذیب کرتے رہے لیکن آج یقین ہو گیا ہے کہ آپ سچے ہیں اس لئے کہ یہ وہ راز تھا جو صرف مجھے اور صفوان کو معلوم تھا لیکن آپ نے حرف بہ حرف بتا دیا جس کا علم میرے سوا کسی کو نہ تھا۔

---

[23] (السيرة الحلبية، باب غزوة بدر الكبرى، 269/2، دار الكتب العلمية، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[24] (أعلام النبوة للماوردي، فصل [أقسام أخبار الآحاد]، 122/1، دار ومكتبة الهلال، الطبعة: الأول 1409 هـ)

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اسے قرآن سکھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو۔ پھر فرمایا تم مکہ واپس جا کر اسلام کی دعوت دو۔ جب وہ مکہ معظمہ واپس آئے تو ان کی تبلیغ سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور صفوان نے قسم کھائی کہ اس کے ساتھ زندگی بھر نہ بولے گا۔

تبصرہ اویسی: غیبی خبروں سے ایک کافر کو نہیں ہزاروں بے ایمانوں کو دولت ایمان و اسلام نصیب ہوئی۔ لیکن آج بد قسمتی سے اس عقیدہ پر ہزاروں نہیں کروڑوں مسلمانوں کو کافر و مشرک گردانا جارہا ہے۔

ہیں فرقیست ازکجا تا کجا[25]

مجاھد جھنمی: ایک شخص قرمان نامی کسی وجہ سے غزوہ احد میں شریک نہ ہوا اور مدینہ طیبہ میں پڑا رہا عورتوں نے اسے کہا ہماری طرح گھر میں کیوں بیٹھے ہو۔ اس کی حمیت (غیرت) اس قدر جوش میں آئی کہ اسی وقت اٹھا اور شریکِ جہاد ہوا۔ اس نے اس غضب سے تلوار چلائی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران و ششدر رہ گئے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: یہ شخص جہنمی ہے۔ لوگوں نے اس پر بڑا تعجب کیا۔ قرمان نے نعرہ مار کر کہا بھاگنے سے موت بہتر ہے۔ اس جوش میں اس نے سات مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے پاس پہنچے اور کہا خدا تجھے شہادت نصیب فرمائے۔ کہنے لگا بخدا میں اسلام کی خاطر نہیں لڑ رہا میں تو اس لیے لڑ رہا ہوں کہ یہ لوگ ہمارے نخلستان پر کہیں قابض نہ ہو جائیں اسی دوران اسے ایک زخم آیا جس کا درد بڑھتا گیا چونکہ یہ درد اس کی برداشت سے باہر تھا، بایں وجہ وہ گھبرا گیا اور خنجر سینہ پر رکھ کر خودکشی کر لی چونکہ لوگوں کو حقیقتِ حال کی خبر نہ تھی۔ حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اس نے سات مشرکین کو قتل کیا ہے اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ" (ترجمہ: جو اللہ چاہے کرے)۔

بعد ازاں (اسکے بعد) جب حقیقت کھلی تو فرمایا: اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "(ترجمہ: بے شک میں اللہ کا رسول ہوں) اور فرمایا: "اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ دِیْنَہٗ بِفَاجِرٍ

"یعنی بیشک اللہ نے دین اسلام کی فاجر سے مدد فرمائی۔[26]

فوائد: ا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرمان کی دل کی بات کو جانتے تھے جیسا کہ اس کے انجام پر حقیقت واضح ہوئی۔

۲۔ بہت سے نیکی کرنے والے ضروری نہیں کہ وہ بہشتی (جنتی) ہوں نتیجہ خاتمہ پر ظاہر ہوتا ہے۔

۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب جاننے کے باوجود لوگوں کو منوانے پر مامور نہ تھے۔ بلکہ آپ اپنی رسالت و نبوت کے اظہار کے بعد انہیں صرف نبوت کی علامات و نشانات ظاہر فرما دیتے۔

کلمہ گو جھنمی: ہجرت کے ساتویں سال ایک رات حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُحَلِّم جنابہ عامر اشجعی کو جو ایک نو مسلم (غیر مسلم) تھا سخت سست کہا اور پوچھا تم نے ایک کلمہ گو کو کیوں قتل کیا۔ عرض کی اس نے کلمہ محض جان بچانے کے لیے پڑھا تھا۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کا دل کیوں نہ چیرا کہ تجھے معلوم ہو جاتا اس کی زبان دل کی ترجمان ہے۔

---

(25) "کیا فرق ہے کہاں سے کہاں تک" زمین سے آسمان تک کا فرق ہے!۔ (س رضا)

(26) ("مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضایل، باب فی المعجزات، 9/3793، الحدیث: 5892، دار الفکر، بیروت – لبنان، الطبعۃ الأولی، 1422ھ 2002م)

بعد ازاں(اسکے بعد) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُعلِّم مذکور پر دعا کی اور وہ ہفتہ کے بعد مر گیا جب اسے دفن کرتے تو زمین اسے باہر پھینک دیتی تھی۔ پانچ بار ایسا ہوا اور اسے اس کے نیچے دفن کیا گیا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین بھی بدتر انسانوں کو نگل جاتی ہے لیکن اس کے لیے یوں ہوا کہ تم لوگوں کو اسلام کی عظمت معلوم ہو جائے۔(شواہد النبوۃ)

بدر کے مردار: مسلم جلد دوم کتاب الجہاد باب غزوہ بدر میں: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ. قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَهُنَا هَهُنَا، قَالَ: فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم[27]

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دست مبارک کو ادھر ادھر زمین پر رکھتے تھے۔ حضرت انس نے فرمایا کہ کوئی بھی مقتولین میں سے حضور علیہ السلام کے ہاتھ کی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا۔

عقیدہ: کون کس جگہ مرے گا یہ علومِ خمسہ (مذکورہ) میں سے ہے۔ جس کی خبر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے قبل از وقت(وقت سے پہلے) بتائی ہے اور کب مرے گا یہ دوسری خبر مافی الغد ہے جو علومِ خمسہ سے متعلق ہے۔ جسے مخالفین شرک سے تعبیر کرتے ہیں اور عوام کے سامنے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ۔(ترجمہ: بے شک اللہ تعالی کے پاس ہی قیامت کا علم ہے) پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تصدیق(تسلیم کرنے) میں یوں کہا کہ جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشاندہی فرمائی ویسے ہی ہوا۔

غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: یہ منصب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں، نوکروں اور امت کے اولیاء کا ہے۔ جس کی متعدد مثالیں فقیر نے طُلُوْعُ الشَّمْسِ فِی عُلُوْمِ الْخَمْسِ میں بیان کی ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال قائم کر دوں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلام نے علومِ خمس(مذکورہ) میں صرف پیٹ کے اندر والی شئے کی خبر دی بلکہ اس فعل کی بھی جس سے نطفہ ٹھہرا۔

چنانچہ کتاب حَیٰوۃُ الْحَیَوَانْ میں علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ اَرْقَامْ(تحریر) فرماتے ہیں:

ترجمہ: ابولَہِیعہ سے روایت ہے، وہ ابوالاسود سے اور وہ عُروہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آدمی ملا اور آپ ﷺ بدر کے مقام کی طرف جارہے تھے وہ روحاء[28] کے مقام پر ملا تھا۔ لوگوں نے غنیم کے متعلق اس سے معلوم کیا تو اس سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی پھر انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کروگے اس نے پوچھا، کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ تو وہ حاضر ہوا اور سلام عرض کیا پھر عرض کیا۔ کہ اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو مجھے آپ بتائیے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ پس سلمہ بن سلامہ نے(جو ابھی نو عمر لڑکا تھا) کہا رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال نہ کرو میری طرف توجہ کرو میں بتاتا ہوں کہ تو نے اس کے ساتھ جُفْتِی(بدفعلی) کی ہے پس اسکے پیٹ میں تمہارا بچہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس شخص کو فحش(بری) بات کہہ دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور ایک لفظ نہ فرمایا۔ حتی کہ سب نے کوچ کیا اور روحاء کے مقام سے مسلمان آکر ان کو مبارک دینے لگے۔ تو سلمہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[27](صحیح مسلم، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ غَزْوَةِ بَدْرٍ، 170/5، الحديث 1779، دار الطباعة العامرة، عام النشر: 1334 ھ)

[28]"الرَّوْحاء(الروحاء) مدینہ سے تقریباً 80–90 کلومیٹر جنوب کی طرف مدینہ ← مکہ کی قدیم شاہراہ (طریق الحج) پر سعودی عرب کے علاقے وادی الفرع یا الرویس کے قریب"۔(س رضا)

وسلم کس بات کی مبارک باد دیتے ہیں۔ واللہ ہم نے نہیں دیکھا مگر بوڑھی عورتوں کو جو کم مو اور باریک گردن تھیں۔ جیسی رسی سے بندھی اونٹنیاں ہوں۔ اور انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا تو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قوم میں فراست ہوتی ہے۔ بڑے بڑے اس کو جانتے ہیں۔ اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔[29]

فائدہ: ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ادنی غلام (نو عمر صحابی) نے نہ صرف اونٹنی کے شکم والے کی خبر دی بلکہ اس سے جو بد فعلی ہوئی وہ بھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ رحیم و کریم اور ستار العیوب (عیبوں کو چھپانے والے) اللہ کے محبوب ہیں۔ اس لیے ستار العیوبی (پردہ پوشی) فرمائی ورنہ آپ سے بھی یہ امر مخفی (پوشیدہ) نہ تھا۔

زہر کے غیبی خبر: جابرُ بنُ عبدِ الله يُحدِّثُ أن يهُوديةً مِن أهلِ خيبرَ سمَّت شاةً مصليَّةً، ثم أَهدتْها لرسولِ الله صلى الله عليه وسلم، فأخذَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم الذِّرَاعَ، فأكَلَ منها، وأكل رهطٌ مِنْ أصحابِه مَعَهُ، ثم قال لهم رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: "ارفَعُوا أيدِيَكم"، وأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى اليهوديةِ فدعاها، فقال لها: "أسممتِ هذه الشَّاةَ؟ " قالتِ اليهوديةُ: من أخبرَكَ؟ قال: "أخبرتني هذه في يدي" للذراع، قالت: نعم[30] (رواہ ابوداود ودارمی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے جو اہل خیبر سے تھی بکری بُھنی ہوئی میں زہر ملایا پھر اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ پیش کیا آپ ﷺ نے اس بکری کا ہاتھ والا گوشت لیا اور اس میں سے کھایا اور صحابہ نے بھی ساتھ کھایا۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے ہاتھ اٹھالو۔ اور ایک آدمی کو یہودیہ کی طرف بھیجا۔ اس کو بُلا۔ وہ حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ یہودیہ نے کہا آپ ﷺ کو کس نے خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس نے خبر دی ہے کہ جو میرے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا یہ اشارہ کر کے دست کی طرف یہودیہ نے کہا ہاں زہر ملایا ہے۔

حدیث صحیح سے صاف ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ مجلس دعوت میں کھلم کھلا فرمایا کہ اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔ جو تحقیق کے بعد ظاہر ہوا کہ واقعی اس کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔

عقیدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تصدیق کرنا ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔ اور منکرینِ کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیہ کے اس واقعہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاعلمی ثابت کرتے ہیں۔ یہ ان کی نبوت کی کھلی دشمنی کی دلیل ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے پہلے کیوں نہ بتا دیا دراصل اس میں یہ حکمت تھی کہ یہودی قوم نے زہر اسی لیے دی تھی کہ (آپ) نبی ہیں یا نہیں۔ اگر آپ ﷺ پہلے بتا دیتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادوگری کا الزام لگاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کی بوٹی سے تصدیق کرادی کہ میں برحق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔

اس کی مزید تحقیق فقیر کی کتاب غایۃ المامول اور تفسیر فیوض الرحمن میں پڑھیے۔

---

[29] (حياة الحيوان الكبرى، فرع، 25/2، دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، 1424 هـ)

[30] (سنن أبي داود، كتاب الديات، باب فيمن سَقَى رجلاً سمًّا أو أطعمه فمات، أيُقاد منه؟، 564/6، الحديث 4510، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ: یہاں پر فقیر ایک صحیح اور سچا واقعہ بایزید بسطامی کا عرض کرتا ہے تا کہ اہلِ ایمان کا ایمان تازہ ہو اور دشمن کا دل جلے۔ یاد رہے کہ بایزید بسطامی قدس سرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیرانِ پیر ہیں یہ سلسلہ ان کے بعد سیدنا ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے چلایا جو آپ سے سو سال بعد کو پیدا ہوئے اس معنی پر سلسلہ نقشبندیہ پر سلسلہ اویسیہ کی چھاپ (رَمَقْ) ہے۔

ابوالحسن خرقانی اویسی نقشندی بہ فیضانِ بایزید بسطامی قُدِّسَ سِرُّھُمَا: بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ ذکر کرتے ہیں: کہ ایک روز وہ اپنے چند مریدوں کے ساتھ جنگل میں پھر رہے تھے کہ اچانک آپ کو خوشبوی آئی جس سے آپ کی حالت بدل گئی۔ اور وجد طاری ہو گیا۔ ایک مرید نے عرض کیا آپ کا اس کا وقت کیا حال ہے۔ کیونکہ حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے۔ کبھی تو زرد معلوم ہوتا ہے۔ اور کبھی سرخ اور کبھی سفید۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی خوشبو پہنچ رہی ہے۔ کہ اتنے سال کے بعد یہاں اسلام کا ایک بادشاہ پیدا ہو گا۔ کہ جس کے خیمے آسمان پر ہونگے۔ مریدوں نے اس کا نام دریافت کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا نام ابو الحسن ہو گا۔ اور حُلیہ قد اور رنگ غرضیکہ تمام باتیں بیان فرمائیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میرے ہی سلسلہ میں وہ مرید ہو گا۔ اور میری تُرْبَتْ (قبر انور) سے اس کو فیض پہنچے گا۔ مریدوں نے اس کی تاریخ وغیرہ لکھ لی۔ چنانچہ ٹھیک اسی تاریخ کو ابو الحسن صاحب پیدا ہوئے۔ اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے بیان فرمائے تھے سب ان میں موجود تھے۔ اس قصہ کو مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی معنوی کے دفتر چہارم میں اس طرح مرقوم کیا ہے۔

این طبیبیان بدن دانشورند　　بر مقام تو زتوو اقف تر اند

یعنی طبیب یہ ظاہر بدن کے کیسے دانش والے ہیں کہ تیری بیماریوں پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں۔

تازہ قارورہ ہمے بیتد حال　　کہ ندانی تو ازاں و اعتدال

یعنی قارورہ سے تیرا حال دیکھتے ہیں کہ تو اس صورت سے اعتدال کو نہیں جانتا۔

ہم زنبض و ہم زرنگ و ہم زدم　　بو برند از تو بہر گونہ ستم

یعنی نبض سے بھی اور رنگ سے بھی اور سانس یا خون سے بھی تیرے سینکڑوں سُقُمْ (بیماری) کی بو پا لیتے ہیں۔

پس طبیبیانِ الہی در جہاں　　چوں ندانند از تو اسرارِ نہاں

یعنی جب ظاہری طبیبوں کا جہان میں یہ حال ہے تو طبیبِ الٰہی کیسے تیرے اسرار پوشیدہ (راز) نہ جانیں۔

ہم زنبضت ہم زچشمت ہم زرنگ　　صد سقم بینند از تو بی درنگ

یعنی یہ بھی تیری نبض و چشم و رنگ سے تیرے سینکڑوں سُقُمْ (بیماری) بے تامل (بغیر غور و فکر کے) دیکھتے ہیں۔

این طبیبیاں نو آموزند خود　　کہ بدین آیات شمال حاجت بود

یعنی سو یہ بھی وہ جو خود نو آموز (ناتجربہ کار) ہیں کہ ان کو ان علامتوں کی حاجت پڑتی ہے۔

کاملان از دور نامت بشنوند　　تا بقعرِ تارو پودت در روند

یعنی اور جو کامل ہیں، ان کی یہ کیفیت کہ دور سے تیرا نام سن لیں اور تیرے تن کی تار و پود (نظام) میں گھس جائیں۔

بلکہ پیش از زادنِ تو سالہا　　دیدہ باشندت بخپدیں حالہا

یعنی بلکہ تیرے پیدا ہونے سے پہلے برسوں کا حال تیرا ان کا دیکھا ہوا ہے۔

حال تو دانند یک یک موبمو　　زانکه پرهستند از اسرربو

یعنی اور تیرے ایک ایک بال کے حال کو وہ جانتے ہیں اس واسطے کہ اَسرارِ الٰہی (خدا کے رازوں) سے بھرے ہوئے ہیں۔

آن شنیدی داستان با یزید　　که زحال بوالحسن ازپیش دید

یعنی تونے داستان بایزید کی سنی ہے جنہوں نے قبل پیدا ہونے ابوالحسن خرقانی سے حال ان کا دیکھ لیا۔

روزے آل سلطان تقوی مکیدشت　　با مریداں جانب صحراو دشت

یعنی وہ یہ کہ ایک روز وہ سلطان تقوٰے مریدوں کے ساتھ صحراودشت (بیابان) کی طرف چلے جاتے تھے۔

بوئے خوش آمد مراورا نا گہاں　　درسوادرے زحد خارقاں

یعنی یکایک سوادرے میں حد خارقان سے کہ دونو شہر میں بوئے خوش ان کو آئی۔[31]

هم درآ بخاناله مشتاں کرو　　بوئے ازبار استنشاق کد

یعنی بس وہیں نالہ مشتاق (ملنے کی تمنا) کرنے لگے اور بو کو ہوا سے سونگھتے تھے۔

بوئے خوش را عاشقانه میکشید　　جان او ازباد باده مے چشید

یعنی عاشق کسی بو کا اس کو بار بار کھینچتا ہے اور اس بار سے جان ان کی بارہ چٹھی کرتی تھی وہ درست ہوتی تھی۔[32]

چون درو آثار مستی شد پدید　　یک مرید اوراورآندم داسید

یعنی ان میں آثارِ مستی کے ظاہر ہوئے تو مریدوں میں سے ایک مرید فوراً اس بات کو پہنچ گیا۔

پس پرسیدش که این احوال خوش　　که برونست ازحجاب پنج و شش

یعنی پوچھا کہ یہ احوال خوش جو حجابِ پنج (پانچ) حس اور شش (چھ) جہت سے باہر ہے۔

گاه سرخ و گاه زردوگاه سپید　　می شود رویت چه حالست و نوید

یعنی اس سے کبھی منہ تمہارا سرخ ہوتا ہے کبھی زرد کبھی سپید۔ کیا حال اور کیا بشارت ہے۔

مے کشی بوئے بظاہرنیست گل　　بیشک ازغیب است و ازگلزارگل

یعنی یہ بات ہے کہ گل تو بظاہر ہے نہیں اور تم بو کھینچتے ہو بیشک کوئی بو غیب اور گلزار سے پہنچتی ہے۔

قطربرریزبرمازاں سبو　　شمئه زاں گلستان با ما بگو

یعنی اس سبو (پیالہ) سے ایک قطرہ ہم کو بخشوا۔ اور ایک شمہ اس گلستان سے ہمارے سامنے بھی بیان کرو۔

گفت ازیں سو بوئے یارے میرسد　　کاندریں وه شہریارے میرسد

یعنی بایزید نے کہا ادھر سے مجھ کو بو ایک یار کی آتی ہے۔ اور اس گاؤں میں ایک شہریار آتا ہے۔

بعد چندیں سال سے زاید شمے　　مے زند برآسما ںبنا خرگہے

یعنی اتنے برسوں کے بعد ایک بادشاہ پیدا ہو گا۔ کہ اپنا خیمہ آسمانوں پر کھڑا کرے گا۔

---

(31) "اچانک ایسی عجیب وغریب خوشبو کی لہر کسی جانب سے چلی کہ دونئے شہروں تک اس کی خوشبو محسوس کی گئی"۔(س رضا)

(32) "عاشق کو ایک خاص کشش یا خوشبو بار بار اپنی طرف کھینچتی تھی، اور اس کی شدت سے اس کا دل بار بار تڑپ اٹھتا تھا اور یہ کشش سچی، واقعی اور مؤثر تھی۔"۔(س رضا)

رویش ازگلزارحق گلگوں بود　　ازمن او اندرمقام افزوں بود

یعنی اس کا چہرہ گل گلزار حق سے ہو گا۔لہذا منہ اس کا گلگوں(گلابی مائل بسرخ)ہو گا۔اور مقام ورتبہ میں مجھ سے بڑھ کر ہو گا۔

چیست نامش گفت نامش بو الحسن　　حلیه اش وا گفت زاربردو ذقن

یعنی نام اس کا کیا ہے کہا بوالحسن پھر حلیہ اس کا ابرو وتن سے بیان کیا۔

قدِ اوورنگ اووشکل او　　یک بیک وا گفت ازگیسوورو[33]

یعنی اور رنگ اور شکل ایک ایک کا بیان کیا اور گیسو اور رُو(چہرہ)کا۔

برنشبتندآں زمان تاریخ را　　ازکباب آراستند آن سیخ را

یعنی غرض جس وقت یہ نشان ونام ابوالحسن کے انہوں نے بیان کئے۔اس وقت سب کو لکھ لیا اور تاریخ کے ساتھ جملہ نشان وصفات گویا وہ تاریخ ایک سیخ تھی کہ اس کو ان نشانوں کے کباب سے آراستہ کیا۔

چوں رشید انوقت و آن تاریخ راست　　زاں زمیں آنشاہ پیدا گشت و خاست

یعنی پس جب وہ وقت و تاریخ راست آئی وہ شاہ یعنی ابوالحسن اس زمین سے پیدا ہوئے۔

ازپسِ آں سالہا آمد پدید　　بو الحسن بعد زوفات با یزید

یعنی اتنے ہی برسوں کے بعد،بعدِ وفات بایزید کے بوالحسن پیدا ہوئے۔

جمله خوبائے اورامساک وجود　　آنچناں آمد که آن شاه گفته بود

یعنی جملہ عادتیں ان کی خواہ اِمساک(کفایت شعاری)خواہ جُود(سخاوت)سب میں ویسی ہی تھیں جیسی بایزید نے بتائی تھیں۔

لوح محفوظ بہت اورا پیشوا　　ازچه محفوظ است محفوظ ازخطا

یعنی اور کیوں نہ ہوتیں اس واسطے کہ ان کی تو لوح محفوظ پیشوا تھی جس کا نام محفوظ اسی سبب سے رکھا ہے کہ خطا سے محفوظ ہے۔

نے نجوم است و نه رمل است و نه خواب　　وحی حق والله اعلم بالصواب

یعنی نہ وہ نجوم ہے۔نہ رَمْل۔[34] نہ خواب جس میں غلطی ہو۔وحی حق ہے اور اللہ اس کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

ازپئے روپوش عامہ دربیاں　　وحی دل گویند اورا صوفیاں

یعنی لیکن عام سے چھپانے کو صوفیوں نے اس کا نام وحی دل رکھا ہے۔

وحی دل گیرش که منظرگاه اوست　　چون خطا باشد چو دل آگاه اوست

یعنی تو بھی اس کو وحی دل مان کس واسطے کہ دل منظرِ گاہ خدا کا ہے۔اور اس سے آگاہ پھر وحی دل میں کیسے خطا ہو۔

مومن یَنْظُرُبِنُوْرِالله شدے　　ازخطارکہو بیرون آمدے[35]

---

(33)(مثنوي معنوی مولوناٰ ، دفتر چھارم ، 234/1 ، پبلشر : پرشین لرننگ سینٹر ، اشاعت 2021)

(34) "ایک قدیم غیبی علوم وپیش گوئی کا طریقہ"۔(س رضا)

(35)(مثنوي معنوی مولوناٰ ، دفتر چھارم ، 236/1 ، پبلشر : پرشین لرننگ سینٹر ، اشاعت 2021)

یعنی جب تو مومن یَنْظُرُ بِنُوْرِ الله (یعنی وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) میں داخل ہوا تو سہو (غلطی) و خطاسب سے نکل گیا۔ یعنی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

فائدہ: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خادمانِ خادم اور غلامانِ غلام ہیں کیسی زبردست اور صحیح پیشگوئی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل کی فرماتے ہیں۔ حتی کہ نام مبارک، جائے سکونت، حلیہ شریف، قد شکل اور رنگ وغیرہ سب کچھ بتلادیا یہ کہ میرے وصال کے چند سال بعد ابوالحسن پیدا ہوں گے۔

چنانچہ ٹھیک تاریخ میں اسی صورت اور شکل کے وہ بزرگ پیدا ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوح محفوظ جہاں قلم قدرت نے لکھا اسے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا تھا۔

حضرت یَعلٰی کا عقیدہ: حضرت ابو نعیم حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ ہے غزوہ موتہ کے واقعات سنانے کے لیے حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم چاہو تو میں واقعات سنادوں عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنائیں۔ تو آپ ﷺ نے موتہ کے واقعات سنا دیئے۔ حضرت یعلی نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور واقعات جنگ میں سرِ مُو فرق نہیں یعنی جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ویسے ہی ہوا ہے۔ [36]

فوائد: حضرت یعلی جنگ میں تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کا حال من وعن بیان فرمایا یہ علم غیب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وہاں تک حجابات اٹھ گئے یہ حاضر وناظر ہے۔

ثقفی وانصاری: امام بیہقی و ابو نعیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقفی سے فرمایا: جو تم پوچھنے آئے ہو پوچھو اگر تم کہو تو میں بتادوں تم کیا پوچھنے آئے ہو ثقفی نے عرض کی حضور! یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں جو سوال ہے اس کی اطلاع دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز روزہ اور غسل جنابت کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے۔ "إِن ذَلِك الَّذِي جِئْت أَسأَلك "یعنی میں یہی مسئلہ پوچھنے آیا تھا۔ [37]

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کے سوالات بھی بتائے کہ تم طواف رمی جمار اور حلق راس کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ انصاری نے عرض کی " وَالَّذِي بَعثك بِالْحَقِّ إِن هَذَا الَّذِي جِئْت أسأَل عَنهُ "یعنی مجھے بھی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں بھی یہی مسائل پوچھنے آیا تھا۔ [38] (خصائص کبری)

وابصہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: امام احمد، ابو یعلی بزاز، بیہقی، ابو نعیم حضرت رابعہ راوی ہیں وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کروں ابھی میں نے سوال نہ کیا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

([36])(تاریخ دمشق لابن عساکر، "باب سرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی الشام وبعوثه الأوائل، 12/2، دار الفکر، عام النشر: 1415 ھ 1995 م)

([37])(دلائل النبوۃ، بَابُ مَا رُوِيَ فِي إِخْبَارِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم السَّائِلَ بِمَا أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَهُ عَنْهُ قَبْلَ سُؤَالِهِ، 293/2، دار الکتب العلمیۃ–بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1405 ھ 1985)

([38])(الخصائص الکبری، کرّ المعجزات فِيمَا أخبر بِهِ من المغيبات، ج 1 ص 171 الي 172، دار الکتب العلمیۃ–بیروت، تاریخ النشر بالشاملۃ: 8 ذو الحجۃ 1431)

وسلم نے میرے سوال سے قبل فرمایا اے وابصہ جو کچھ تو مجھ سے پوچھنے آئے ہو میں بتادوں؟ میں نے عرض کی! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم "الْبر وَالْإِثْم" (نیکی اور گناہ) کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ میں نے عرض کی بے شک میں یہی سوال لے کر آیا ہوں۔[39] (خصائص کبری)

فوائد: ا۔ حابہ کا عقیدہ تو تھا ہی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے علم غیب عطار فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے بھید و اَسرار (حالِ دل) بھی جانتے ہیں۔

۲۔ کفار کے سوالات کے باوجود جواب نہ دیتے یا اسکی نفی یعنی اظہار لاعلمی فرمادیتے اس میں حکمت ہوتی تفصیل فقیر نے کتاب "لاعلمی میں علم" لکھدی ہے۔ لیکن صحابہ از خود علم غیب کا اظہار فرماتے۔ اس راز کو وہی سمجھیں جو عشقِ رسول سے سرشار ہیں، جو دل میں بغضِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں وہ اسے کیا سمجھیں۔

ابوسفیان وحارث وعتاب رضی اللہ عنھم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی دیر مسجد الحرام میں قیام فرمانے کے بعد اذان کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت بلال نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ ابوسفیان عتاب اور حارث بن ہشام کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اذان کی آواز سن کر۔ عتاب بولا کہ خدا نے اُسید کو یہ عزت بخشی کہ اس نے یہ آواز نہ سنی ورنہ اسے رنج پہنچتا۔ حارث بولا خدا کی قسم اگر یہ حق ہوتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔ حضرت ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں کہتا۔ اگر کہوں تو یہ کنکریاں ان کو میرے قول کی خبر دیں گی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس ہو کر نکلے۔ تو فرمایا کہ تمہاری باتیں مجھے معلوم ہو گئیں۔ تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حارث و عتاب یہ سنتے ہی کہنے لگے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ اسکی اطلاع کسی اور کو نہ تھی ورنہ ہم کہہ دیتے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادی ہے۔[40] (سیرۃ ابن ہشام)

فائدہ: یہ واقعہ تین صحابہ کے ایمان لانے پر مشتمل ہے اور وہ علم غیب کی تصدیق کے بعد، لیکن جو ازل سے بد قسمت ہو وہ انکار کرے تو مجبور ہے۔

منافقین کی سازشیں: غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقین کی ایک جماعت نے اتفاق کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عقبہ پہنچیں تو انہیں وہاں گرایا جائے رات کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عقبہ پہنچے تو آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو براستہ وادی جانے کا حکم دیا۔ لیکن خود عقبہ روانہ ہوئے اور کسی کو اپنے پیچھے آنے کی اجازت نہ بخشی۔ آپ ﷺ نے اپنے اونٹ کی مہار (رسی) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیدی اور حضرت حذیفہ کو اسے ہانکنے کا حکم فرمایا۔ اس طرح جب وہ عقبہ کی طرف جارہے تھے تو پیچھے اچانک چند لوگ ظاہر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیچھے جا کر انہیں واپس کردو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا جو انہوں نے بے خوف وخطر ہو کر انکی اونٹنیوں کے نتھنوں پر مارنا شروع کر دیا۔ منافقین خیال کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مکر و فریب کا پتہ چل گیا ہے۔ "وہ عقبہ ہے "بَسُرْعَتْ (جلدی سے) نیچے اتر آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں ان میں سے کسی کی پہچان ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! میں نے فلاں فلاں شخص کی سواری کو پہچان لیا لیکن انہوں نے اپنے چہروں پر نقاب اوڑھے ہوئے تھے اور چونکہ سخت اندھیرا تھا اسی لیے میں ان میں سے کسی کی شناخت کامل نہ کر سکا۔

---

[39] (الخصائص الكبرى، كرّ المعجزات فِيمَا أخبر بِهِ من المغيبات، 171/1، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[40] (سيرة ابن هشام، (سَبَبُ إِسْلَامِ عَتَّابٍ وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ)، 413/2، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، 1375 هـ 1955 م)

جب عقبہ سے گذر گئے اور صبح ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا، کیا تمہیں معلوم ہے کل منافقین نے کیا منصوبہ بنایا؟ دراصل وہ چاہتے تھے کہ مجھے عقبہ سے گرادیں حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی! آپ فرمائیں تو فوراان کے سرکاٹ کر آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کردوں۔ آپ نے فرمایا: اے اسید مجھے یہ بات پسند نہیں اس لئے کہ لوگ کہیں گے کہ جنگ کے خاتمے پر پیغمبر ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔ حضرت اسید نے عرض کی وہ آپ کے اصحاب تو نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ کلمہ شہادت تو پڑھتے ہیں اور اللہ نے مجھے ایسا کرنے والوں کے قتل سے منع فرمایا ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حذیفہ کو ان کے نام بتائے اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا ہے یہ بات حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوا حضور ﷺ نے کسی کو نہ بتائی۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت عمر حضرت حذیفہ کا ہاتھ پکڑا کرتے اگر وہ کسی کا جنازہ پڑھ لیتے تو حضرت عمر بھی پڑھ لیتے ورنہ رد (منع) کر دیتے۔[41] (شواہد النبوۃ، عینی شرح بخاری)

فوائد: ۱۔ منافقین کے عقائد میں شامل تھا نبوی علم غیب کا انکار۔

۲۔ ضد بھی ان کی قسمت میں تھی۔ علم غیب کے یقین کے باوجود پھر بھی نہ مانتے۔

۳۔ منافقین کو قتل نہ کرنا اور عرصہ دراز تک ساتھ رکھنا مصلحت تھی نہ کہ لاعلمی جیسا کہ دیوبندی وہابی کہتے ہیں۔

۴۔ حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عقیدہ علم غیب پر تھا اور اسی لیے انہیں یقین تھا کہ فلاں ابن فلاں کا خاتمہ خراب ہو گا۔

تبوک کا ایک واقعہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لیے نکلے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ان شاء اللہ تم تبوک کے چشمہ پر اس وقت پہنچو گے کہ آفتاب گرم ہو جائے گا اور جو لوگ وہاں پہنچ جائیں ان کو چاہیئے کہ وہ اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو اس میں بہت تھوڑا پانی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر ایک برتن میں جمع فرمایا۔

ثمَّ غسل فِيهِ وَجهه وَيَدَيه ثمَّ اعاده فِيهَا فجرت الْعين بِمَاء كثير فاستقى النَّاس ثمَّ قَالَ رَسُول الله صلى الله عليه وسلم يُوشك يَا معَاذ ان طَالَتْ بك حَيَاة ان ترى مَا هَا هُنَا قد ملئ جنَانًا[42] (مسلم، خصائص کبری ص ۲۷۳ ج ۱)

ترجمہ: پھر اس میں اپنا چہرہ اقدس اور دونوں ہاتھ دھوئے اور وہ پانی اسی چشمے میں ڈال دیا۔ تو وہ چشمہ جوش مارنے لگا اور پانی بہت زیادہ ہو گیا چنانچہ سب لوگ پانی پی کر سیر اب ہو گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ اگر تمہاری عمر دراز ہو گی تو تم دیکھ لوگے کہ یہ مقام باغات سے بھرا ہو گا۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پہلے تبوک کا واقعہ جیسے بتایا ویسے ہوا۔

---

[41] (السيرة الحلبية، غزوة تبوك، 201/3، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية 1427ھ)

[42] (الخصائص الكبرى، بَيَان سَبَب ظلمَة اللَّيْل وضوء النَّهَار ومخرج السَّحَاب وَمَوْضِع النَّفس من الْجَسَد، 453/1، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

یہی علم مافی الغد (غیب) ہے۔ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسی مقام پر ایک عرصہ بعد باغات ہوں گے چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے فرمایا ویسے ہی وہاں باغات لہلہاتے نظر آئے۔ اس کو علم غیب کہا جاتا ہے۔

یمن کے گورنر کا ایمان لانا: پرویز کِسرٰی[43] نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کا حکم یمن کے گورنر کو بھیجا۔ اس نے دو قاصد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصدوں کو رات گزار کر صبح حاضری کا فرمایا۔ دوسری صبح قاصد حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کِسرٰی کو گزشتہ شب اس کے بیٹے نے قتل کر ڈالا ہے اور فرمایا ہے کہ یمن کے گورنر کو یہ خبر پہنچا دو اور یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں اب ہے کِسرٰی کی حکومت پہنچ چکی ہے۔ تم اسلام لے آؤ۔

قاصدوں نے یہ خبر جا کر باذان[44] کو سنائی ادھر پرویز کے قتل کی بھی اطلاع مل گئی۔ باذان کو یقین ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں۔ اس پر اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا ان کے ساتھ ان کی قوم کے بہت سے لوگ بھی حلقہ بگوش ہو گئے۔[45] (مزید تفصیلی حالات کتب سیر میں ہیں۔)

فائدہ: غیبی خبر پر صحابہ کو دولتِ اسلام نصیب ملی لیکن آج اس کے برعکس ہے کہ ایسے عقیدہ والوں کو کافر و مشرک کہا جا رہا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ اور کمالاتِ حکیمانہ سے پھیلا ہے۔

مزید بران: حضرت امام الماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقعہ کو مزید یوں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کِسرٰی کو خط لکھا اس بدبخت نے خط پھاڑ کر یمن کے گورنر کو لکھا کہ اس نبی کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ گورنر نے فیروز دیلمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرفتاری کے لئے بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات گزرنے دو، صبح کو فیروز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: مجھے میرے رب نے گذشتہ شب خبر دی ہے کہ اس نے تمہارے رب کو مار ڈالا ہے۔ اس پر اس کے بیٹے شَیْرُوَیہ کو مسلّط کر دیا جب اس کے بیٹے نے اسے مارا تو رات کے سات گھنٹے گذر چکے تھے ذرا ٹھہر جا اس کی خبر تمہارے پاس آجائے گی۔

یہ خبر سن کر وہ فیروز یمن کے گورنر باذان کے پاس واپس لوٹ آیا اور تمام ماجرا سنایا باذان نے کہا: "إن كان ما قاله حقا فهو نبي"

یعنی اگر اسی طرح ہوا جیسے اس نے فرمایا تو نبی برحق ہے۔[46]

تبصرہ اُویسی: سابق دور میں بے ایمانوں، کافروں تک یہ بات ذہنوں میں رائج ہو چکی تھی کہ نبی ہوتا بھی وہی ہے جو بعطائے الٰہی (خدا کی عطاء سے) غیب کو جانتا ہو۔ جسے آج ایسے عقیدے کو شرک و کفر گردانا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسے مشرک اس دور کے کافروں، بے ایمانوں سے گمراہی و ضلالت میں دو قدم آگے ہیں۔

---

(43) "ساسانی سلطنت کا بادشاہ (شاہِ فارس)"۔ (س رضا)

(44) "ساسانی سلطنت کا گورنر (یمن کا گورنر)"۔ (س رضا)

(45) (الرحيق المختوم ، الكتاب إلى كسرى ملك فارس ، 364/1 ، دار الفكر ، عام النشر : 2002م)

(46) (أعلام النبوة للماوردي ، فصل [أقسام أخبار الآحاد] ، 116/1 ، دار ومكتبة الهلال ، الطبعة : الأول 1409 هـ)

وھی ھوا جو فرمایا رسول ﷺ: امام الماوردی رحمۃ اللہ علیہ [47] لکھتے ہیں:

ترجمہ: تو اس نے خبر کو معلوم کیا تو واقعی رات کے اسی ٹائم پر شَیْرُوَیہ نے باپ کو قتل کیا جو وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ [48]

نبی علیہ السلام سے اظہارِ عقیدت پر اسلام کی دولت سے نوازے گئے: مذکورہ بالا عقیدت کے اظہار پر اللہ نے ان پر فضل و کرم فرمایا کہ " فأسلم باذان وفيروز ومن معهم من الأبناء "[49] سچ ہے، باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

فائدہ: باذان یمن کا گورنر تھا اور فیروز بادشاہ کا بلند مرتبہ سفیر لیکن دونوں نے عہدوں کو لات مار دی تو اللہ نے صحابیت کے درجہ سے نوازا اور نہ صرف صحابیت بلکہ بہت بڑے مجاہد۔ یہ وہی فیروز دیلمی ہیں جنہوں نے اسود عنسی جیسے کذاب مدعی نبوت کو قتل کیا۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ: یہ واقعہ لکھ کر امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ترجمہ: اس خبر میں غیوب کی بہت سے دلیلیں ہیں جنہیں اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر جسے اللہ تعالی آگاہی بخشے۔ [50]

تبصرہ: الحمد للہ اہلسنت کے عقائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے عین مطابق ہیں جو ان کے خلاف ہیں وہ مُبْتَدِعِیْن [51] ہیں۔

تبصرہ: یہ امام الماوردی شافعی المذہب ۴۵۰ھ میں فوت ہوئے بڑے محقق تھے۔ آپ کی یہ تصنیف حال ہی میں لبنان سے شائع ہوئی ہے۔

سیدنا عمرو بن العاص کا عقیدہ: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک روز فرمایا کہ تم مصر کے حاکم ہوگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مصر کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت عمرو بن العاص نے ساتھیوں کو فرمایا کہ مجھے منجنیق کے ذریعے شہر کے اندر پھینک دو میں شہر کے اندر جا کر اس قدر تیغ زنی (جنگ) کروں گا کہ غالب ہو کر شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ پھر تم فاتحانہ حیثیت سے شہر کے اندر فوراً داخل ہو جانا۔

لشکر کے سپہ سالاروں نے مخالفت کی کہ منجنیق کے ذریعے پھینکنے سے آپ کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں مصر کے حاکم ہونے کی خبر دی ہے۔ ابھی تک میں وہاں کا حاکم نہیں ہوا تو حاکم ہوئے بغیر میں کیسے مر سکتا ہوں۔ (الاصابہ والاستیعاب وغیرہ)

عقیدہ کی وضاحت: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور اختیار پر اتنا پختہ عقیدہ ہے کہ منجنیق کے ذریعے جان کنی (موت) کے خطرہ کے بغیر بڑے وُثوق (پختگی) سے فرمادیا کہ میں جب تک حاکم نہ بنوں گا اس وقت نہیں مرونگا۔ یہی عقیدہ علم غیب اور اختیار ہے جو دور حاضرہ میں مسئلہ اختلافی بنا ہوا ہے اور صحابہ کے عقائد میں ان کے متعلق ذرہ برابر بھی شک نہ تھا۔

---

(47) "نام: امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری الماوردی، **وفات** 450 ہجری / 1058 عیسوی۔ (س رضا)

(48) (أعلام النبوة للماوردي . فصل [أقسام أخبار الآحاد] . 116/1 . دار ومكتبة الهلال . الطبعة: الأول 1409 هـ)

(49) (أعلام النبوة للماوردي . فصل [أقسام أخبار الآحاد] . 116/1 . دار ومكتبة الهلال . الطبعة: الأول 1409 هـ)
"(ترجمہ: پس باذان، فیروز اور ان کے ساتھ جو معزز لوگ (اشراف / اہلکار) تھے، وہ سب مسلمان ہو گئے)"۔ (س رضا)

(50) (أعلام النبوة للماوردي . فصل [أقسام أخبار الآحاد] . 116/1 . دار ومكتبة الهلال . الطبعة: الأول 1409 هـ)

(51) جو دین اسلام میں نئی باتیں داخل کرتے ہیں یعنی ایسی عقیدے یا عمل جن کی نہ قرآن میں اصل ہو، نہ سنت میں، اور ان کو دین سمجھ کر کیا جائے۔ (س رضا)

عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ عدی رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے اسباب علم غیب کی باتیں ہوئیں جو انہوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھیں تو مسلمان ہو گئے۔

چنانچہ ۹ھ میں عدی بن حاتم طائی مسلمان ہوئے۔ ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے۔ یہ اپنی قوم کے سب سے بڑے سردار تھے۔ قوم پیداوار اور مال غنیمت کا چوتھائی حصہ ان کی نذر کیا کرتی تھی۔ انہیں مسلمانوں سے سخت عداوت تھی، عیسائی تھے۔

اور اسلام کو عیسائیت کا رقیب (ساتھی) سمجھتے تھے۔ اور سردار ہونے کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدار ان کی آنکھوں میں کھٹکتا تھا۔ ان کی سازش سے یمن کے قبیلے طے نے بغاوت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دنوں یمن کے گورنر تھے۔ انہوں نے بغاوت کو ختم کیا اور بغاوت کے لیڈروں (Leaders) کو گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا۔ ان میں عدی کی بہن بھی تھی وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی تو اس نے کہا کہ میں بھی حاتم طائی کی بیٹی ہوں میرا باپ بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا۔ اور غریبوں پر رحم کرتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے باپ میں مسلمانوں کی سی خوبیاں تھیں۔ عدی کی بہن نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر عرض کیا کہ میری آپ سے ایک درخواست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول فرما کر مجھ کو شکریہ کا موقع دیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کیا؟ عدی کی بہن نے فرمایا کہ میرے بھائی آپ کی فوج سے خوف زدہ ہو کر شام کے علاقہ میں بھاگ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیں کہ میں ان کو لے آؤں اور ان کے لیے ایک امن نامہ لکھا دیجئے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپکے چلے گئے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ دوسرے روز پھر وہاں سے گزرے تو پھر اس نے وہی درخواست دہرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جلدی کیوں کرتی ہو جب تمہارے علاقہ سے کوئی آئے گا جس پر تم کو اعتماد ہو اس کے ساتھ چلی جانا۔ چنانچہ چند یوم بعد ان کے رشتہ داروں میں سے چند اشخاص آگئے۔ عدی کی بہن کہتی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایسے لوگ آگئے ہیں جن پر مجھ کو اعتماد ملی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے کپڑوں کے جوڑے بھیج دیئے اور میرے لیے زادِ راہ (سفر کا سامان) اور سواری مہیا فرمائی۔ میں اپنے قرابتداروں کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ گئی۔ عدی فرماتے ہیں میں اپنے بال بچوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ دور سے مجھ کو چند سواریاں نظر آئیں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میری بہن ہے۔ ابھی سواری سے اتری بھی نہ تھی۔ کہ مجھ کو برا بھلا کہنا شروع کیا بڑا ظالم ہے۔ قاطع رحم ہے اپنے بال بچوں کو اٹھا کر لے گیا اور بہن کو یہاں چھوڑ گیا۔ چونکہ باتیں کچی تھیں اور میرے پاس کوئی عذر نہ تھا بہت شرمندہ ہوا۔ میں نے کہا مجھ کو معاف فرمایئے پھر میں نے اپنی بہن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استفسار (سوال) کیا؟ انہوں نے کہا میرا تو خیال ہے کہ تم جلدی ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو تم کو جلدی سبقت کرنی چاہیے۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو تمہاری عزت میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اور میں ان کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کون ہو؟ میں نے کہا عدی بن حاتم طائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ گھر لے چلے راہ میں ایک بڑھیا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں شروع کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے جب تک بڑھیا کی داستان ختم نہ ہو گئی میں نے سوچا کہ بادشاہ اس طرح ضعیفہ بڑھیا عورتوں کے روکنے سے نہیں رکا کرتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ نہیں ہیں۔ گھر میں داخل ہوئے جس گدے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے میری طرف سرکا دیا۔ گدا ایک ہی تھا، میں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھئے! فرمایا نہیں آپ بیٹھئے،

چنانچہ میں گدی پر بیٹھ گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے اب مجھے یقین ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہر گز نہیں، بیٹھنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عدی تم "کوسی" ہو؟ (کوسی ایک فرقہ تھا) میں نے جواب دیا ہاں! پھر فرمایا:

تم اپنی قوم سے پیداوار اور مال غنیمت لیتے ہو میں نے کہا جی ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے دین کے تو خلاف ہے۔ عدی نے کہا بیشک۔ اب میں نے دل میں سوچا کہ ہو نہ ہو یہ نبی ﷺ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عدی تم کو شاید یہ چیز مانع ہو کہ مسلمان نہایت مفلس قلاش اور غریب ہیں۔

عدی وہ وقت آنے والا ہے کہ مسلمان کے پاس اتنا مال آئے گا کہ کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ملے گا اے عدی شاید تم کو یہ چیز مانع ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی زبردست سلطنتیں ہیں۔ دشمنوں کے پاس بیشمار فوجیں اور وہ ہر طرح کے ہتھیاروں سے مُسلّح (ہتھیاروں سے لیث) ہیں۔ عدی وہ وقت آنے والا ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت اتنی وسیع ہو جائے گی اور ایسا زبردست انتظام ہو گا کہ ایک عورت تن تنہا قادسیہ (کوفہ سے کئی میل دور فاصلہ پر ہے) سے چلے گی اور خوفناک جنگلوں کو طے کرتی ہوئی مدینہ میں داخل ہو جائیگی۔ عدی شاید تم کو یہ مانع ہے کہ سر دست مسلمانوں کی سلطنت بہت تھوڑی ہے۔ عدی خدا کی قسم ایک وقت آنے والا ہے کہ اسلامی فوجیں کِسرٰی جیسی سلطنت کو پاش پاش کر ڈالیں گی۔ عدی! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم پڑھو (اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے)۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ یہ تقریر سن کر میں اس وقت مسلمان ہو گیا اور حضور ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

عقائد علم غیب کی تصدیق: یہ وہی عدی رضی اللہ عنہ ہیں حاتم طائی مشہور سخی کے صاحبزادے خود علم غیب کی تصدیق فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس وقت جو تین امور (علم غیب) بیان فرمائے دو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا (تیسری بھی پوری ہو گی) ان شاء اللہ۔

۱۔ میرے سامنے کِسرٰی کی زبردست سلطنت پاش پاش ہو گئی۔

۲۔ میری آنکھوں کے سامنے قادسیہ سے ایک عورت تن تنہا خطرناک جنگلوں کو طے کرتی ہوئی صحیح وسلامت مدینہ طیبہ پہنچ گئی۔

مجھے یقین ہے کہ تیسری بات بھی پوری ہو گی۔

چنانچہ یہ تیسرا امر (غیبی) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ اقدس میں پورا ہوا کہ لوگوں کو زکوۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔

وفات: حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے ۱۶ء میں ۱۲۰ سال کی عمر میں کوفہ میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

فوائد و عقائد: ۱۔ ضور سرور عالم ﷺ کا خلق عظیم ایسا ہے کہ نہ صرف غیر معترف بلکہ اسکے اثر سے قبول اسلام پر مجبور ہوئے جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اس واقعہ سے ان کی تردید ہوتی ہے کہ حاتم طائی کی بیٹی کے تاثرات بتاتے ہیں کہ حبیبِ خدا ﷺ نے اسلام کے تلوار کے زور سے نہیں خلق و کمال سے پھیلایا۔

۲۔ عدی بن حاتم سے تعارف کے بغیر اسکے حالات خود بتائے، کہ کوسی ہو اور قوم سے پیداوار اور غنیمت وصول کرتے ہو اور ساتھ فرمایا یہ تمہارے دین کے خلاف ہے اور انکے دل کی بات بھی ظاہر کر دی کہ تم کو دین اسلام میں داخل ہونے سے فلاں امر مانع ہے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو انہی امور کی تصدیق نے اسلام لانے پر مجبور کر دیا اور یہی علم غیب کی تصدیق ہے جس نے کافروں کو مسلمان بلکہ صحابی جیسا مرتبہ عطا فرمایا۔ لیکن بد قسمتی سے آج اسلام کے کا ٹھیکیدار بن کر ایک گروہ علم غیب کی تصدیق کرنے والوں کو مشرک بنائے جا رہا ہے۔

عجب رنگ ہیں زمانے کے

۳۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو حضور سرور عالم ﷺ نے مستقبل کی تین باتیں بتائیں جو علم غیب (مَا فِی الْغَدْ، کل کیا ہو گا) سے متعلق تھیں۔

حضرت عدی فرماتے ہیں کہ میں نے دونوں آنکھوں سے دیکھی ہیں ایک اور بھی ہو کر رہے گی۔ یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ۔

عقیدہ سیدہ طیبہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا فی علم غیب: سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں خبر دی کہ میرے اہل بیت میں سے یہ سب سے پہلے مجھ سے ملیں گی تو نبی کریم اللہ ﷺ اس دنیا سے رحلت فرمانے کے آٹھ مہینے یا چھ مہینے بعد وفات پائی (رضی اللہ عنہا) حضرت عباس نے فرمایا کہ جب آیت: اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہ نازل ہوئی تو:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے بی بی فاطمہ کو بلا کر فرمایا عنقریب میرے وصال کی خبر پاؤ گی۔ اس سے بی بی رونے لگیں آپ نے فرمایا مت رو اس لیئے کہ میرے اہل بیت میں سے پہلے تم مجھے ملو گی۔ اس سے بی بی نے تبسّم فرمایا جسے بی بی عائشہ نے دیکھ کر پوچھا کہ پہلے آپ روئی پھر ہنسی اس کی وجہ؟ بی بی نے فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ نے اپنے وصال کی خبر دی اس سے میں رو پڑی پھر مجھے فرمایا کہ تو ہی مجھے سب سے پہلے ملو گی تو اس سے میں ہنسی۔[52]

(حجۃ اللہ علی العالمین)

فوائد و عقائد: ۱۔ رونا ہنسنا دونوں فعل بی بی کے عقیدہ علم غیب کی دلیل ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے متعلق بھی مافی الغد (غیب) کا بیان فرمایا اور سیدہ فاطمہ خاتون رضی اللہ عنہا کیلئے بھی۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال حضور سرور عالم ﷺ کے وصال شریف کے بعد ہوا یہی صحیح ہے۔

۲۔ ماں (عائشہ رضی اللہ عنہا) بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا آپس میں کیسا خوشگوار ماحول تھا کہ راز و نیاز کی باتیں ایک دوسرے سے مخفی نہیں رکھتیں۔

۳۔ جدائی ظاہری سے رونا لاعلمی کی دلیل نہیں ورنہ بی بی فاطمہ کا عقیدہ تھا کہ آپ صرف ہمارے سے ظاہری طور جدا ہوں گے پھر اسی طرح زندہ رہیں گے جیسے عالم دنیا میں تھے۔

قیس بن مالک ارجی رضی اللہ عنہ: حضور نبی پاک ﷺ نے ایک تحریر حضرت قیس بن مالک ارجی کو بھیجی تھی۔ اسکے الفاظ مبارکہ میں سے ہیں: "تم پر سلام ہو بعد اس کے واضح ہو کہ میں نے تم کو قوم پر خواہ وہ بدوی ہوں یا شہری یا غلام سب پر حاکم بنایا اور مقام نساء کے غلہ سے دو سو صاع اور خیوان کے انگور سے دو سو صاع تمہارے لئے مقرر کئے یہ عطیہ تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے ہمیشہ ہمیشہ (اَبَداً اَبَداً اَبَداً) جاری رہیگا"۔

عقیدہ: حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا (اَبَداً اَبَداً اَبَداً) کہنا بہت محبوب ہے اس سے مجھے امید ہے کہ میری نسل ہمیشہ رہے گی۔ (طبقات ابن سعد اسد الغابہ)

فائدہ: ابداً سے غیر منقطع مدت (ہمیشہ) اور کثرت بھی مراد ہوتی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے منہ مبارک سے لفظ نکلا تو صحابی نے اپنا عقیدہ بنایا کہ نسل ہمیشہ رہیگی۔ ثابت ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کر رہیگی اسی کا نام اختیار ہے۔

---

[52] (حجة الله على العالمين، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 1/342، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

نیز چونکہ اس کی اولاد میں ہمیشہ رہنے کا تعلق مافی الغد (یعنی) علم الغیب سے ہے۔ اس لئے صحابی نے وہ بھی ظاہر کر دیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد گرامی سے انہیں یقین ہے کہ انکی اولاد تا قیامت قائم رہیگی۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ کا عطا کردہ اختیار بھی ہے اور علم غیب بھی۔ (ولكن الوهابيه قوم لا يعقلون)

نعمان بن بشیر:

عَاصِم بن عمر بن قَتَادَة قَالَ جَاءَت عمْرَة بنت رَوَاحَة تحمل ابْنهَا النُّعْمَان بن بشير فِي ليفة إِلَى رَسُول الله صلى الله عليه وسلم فَقَالَت يَا رَسُول الله ادْع الله أَن يكثر مَاله وَولده فَقَالَ أوما ترْضينَ أَن يعِيش كَمَا عَاشَ خَاله حميدا وَقتل شَهِيدا وَدخل الْجنَّة[53] وَأخرج ابْن سعد عَن عبد الْملك بن عُمَيْر أَن بشير بن سعد جَاءَ بالنعمان بن بشير إِلَى النَّبِي صلى الله عليه وسلم فقال يَا رَسُول الله ادْع الله لأبني هَذَا فَقَالَ أما ترْضى أَن يبلغ مَا بلغت ثمَّ يَأْتِي الشَّام فيقتله مُنَافِق من أهل الشَّام[54] (اَخرَجَہ ابن سعد)

ترجمہ: حضرت عمرہ بنت رواحہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بارگاہ رسول اللہ ﷺ میں لائی اور عرض کی! یارسول اللہ ﷺ اسکے لئے دعا فرمائیں کہ اس کی اولاد اور مال زیادہ ہو آپ نے فرمایا: کیا اس سے راضی نہیں کہ اپنے ماموں کی طرح خوشحال زندگی گزارے اور شہید ہو کر مرے اور جنت میں جائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ابن بشیر کو انکا باپ بارگاہ رسول ﷺ میں لایا اور دعا کا عرض کیا آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ یہ تمہاری عمر تک پہنچے پھر یہ ملک شام میں جائے گا اسے ایک شامی منافق شہید کرے گا۔

فائدہ: چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے حضور ﷺ نے فرمایا۔

وفات نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: وَأخرج عَن مسلمة بن محَارب وَغَيره قَالُوا لما قتل الضَّحَّاك بن قيس بمرج راهط فِي خلَافَة مَرْوَان بن الحكم أَرَادَ النُّعْمَان بن بشير أَن يهرب من حمص وَكَانَ عَاملا عَلَيْهَا فَخَالف ودعا لِابْنِ الزبير فَطَلَبه أهل حمص فَقَتَلُوهُ واحتزوا رَأسه[55] (اَخرَجہ ابن سعد حجة الله على العالمين)

ترجمہ: مروی ہے کہ ضحاک بن قیس مرج (علاقہ کانام) میں مارا گیا۔ یہ مروان کا دور حکومت تھا حضرت نعمان کا ارادہ ہوا کہ وہ حِمْص[56] سے نکل جائیں اس وقت آپ حِمْص کے حاکم تھے ارادہ اس لئے ہوا کہ مروان کے خلاف حضرت ابن زبیر کی حمایت کریں لیکن اہل حِمْص نے آپ کو بلا کر شہید کر دیا۔

فائدہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی کامل سوانح عمری دو لفظوں میں بیان فرمادی اور ان کی زندگی جیسے گزری اور شہادت ہوئی ان تمام کو حضور ﷺ نے پہلے بیان فرمادیا اور اسی کو صحابہ کرام نے تسلیم کیا یہی ہماری استدعا (مدعا) ہے کہ علم غیب کا عقیدہ صحابہ کرام کا ہے جو اہلسنت کو نصیب ہوا ہے۔

---

[53] (الخصائص الكبرى، ذكر وقْعَة صفّين، 243/2، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[54] (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، الباب الأربعون في إخباره صلى الله عليه وسلم بالشهادة للنعمان بن بشير رضي الله تعالى عنه، 109/10، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1993 م)

[55] (الخصائص الكبرى، ذكر وقْعَة صفّين، 243/2، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[56] عربی: حِمْص (ایک مشہور تاریخی شہر ہے، جو شام (سوریہ) میں واقع ہے۔ (س رضا)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: عَن زيد بن أَرقم أَن النَّبِي صلى الله عليه وسلم دخل عَلَيْهِ يعودهُ من مرض كَانَ بِهِ فَقَالَ لَهُ لَيْسَ عَلَيْك من مرضك بَأْس وَلَكِن كَيفَ بك إِذا عمرت بعدِي فعميت قَالَ إِذن احتسب فاصبر قَالَ إِذن تدخل الْجنَّة بِغَيْر حِسَاب[57] (اَخْرَجَہ البیہقی)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ زید بن ارقم کی طبع پُرسی (عیادت) کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم اس مرض سے نہیں مروگے بلکہ بڑی عمر پاؤگے اور نابینا ہو جاؤگے تو بتایئے اس وقت تمہارا رد عمل کیا ہوگا؟ عرض کی ثواب کی نیت سے صبر کروں گا آپ نے فرمایا صبر کے اجر میں جنت میں جاؤگے۔

فائدہ: حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تمام زندگی کا معائنہ فرمالیا اور پھر اس سے وعدہ بہشت بھی فرمایا۔

چنانچہ وہ زندگی کے آخری ایام میں نابینا ہوگئے چند روز پھر بینائی مل گئی لیکن موت سے پہلے پھر نابینا ہوگئے۔ (کذا قال النبھانی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ ص ۴۸۸)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

عَن عِصَام بن حميد السكوني أَن النَّبِي صلى الله عليه وسلم أرسل معَاذ ابْن جبل إِلَى الْيمن فَخرج مَعَه يوصيه فَلَمَّا فرغ قَالَ يَا معَاذ إِنَّك عَسى أَن لَا تَلقانِي بعد عَامي ولعلك أَن تمر بمسجدي وقبري فَبكى معَاذ[58]

(اَخْرَجَہ احمد البیھقي و اَخْرَجَہ احمد من وجہ آخر عن عاصم بن معاذ موصولاً)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔ الوداع کے لئے باہر نکلے اور انہیں وصیت کی۔

بعدِ فراغت فرمایا کہ اس کے بعد مجھ سے تمہاری ملاقات نہ ہوگی میری مسجد اور میرے مزار پر آؤگے یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

وصال رسول ﷺ: عن كعب بن مالك قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم بعث معاذا إلى اليمن، ثم توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم[59] (اَخْرَجَہ البیھقی من طریق الزھری)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اسکے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔

فائدہ: چنانچہ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ویسے ہوا اس سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کی پختگی کا واضح ثبوت یہی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے جب اپنے وصال کی خبر دی تو رو پڑے اور اظہار افسوس فرمایا کہ آئندہ آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکوں گا۔

عبد اللہ بن اُنَیس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

ترجمہ: عبد اللہ بن اُنَیس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ ابنِ نُبَیح الھُذلی لوگوں کو نخلِ عرفہ میں جمع کر کے میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے۔ تم جا کر اسے قتل کر دو میں نے عرض کی اسکی مجھے نشانیاں بتادیں تا کہ میں بلا تَرَدُّد (بغیر کسی شک کے) اسے جا کر قتل کر دوں آپ نے فرمایا کہ جب تم جاؤ گے وہ ایسے ایسے ہوگا۔ میں گیا تو وہ اسی حال میں تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کے قریب پہنچ کر اس پر قابو پالیا اور تلوار سے حملہ کر کے اسے

---

(57) (الخصائص الکبری، ذکر وقْعَة صفّین، 241/2، دار الکتب العلمیة – بیروت، تاریخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

(58) (الخصائص الکبری، ذکر المعجزات الَّتِي وَقعت عِنْد وفادة الْوُفُود عَلَيْهِ صلى الله عليه وسلم، 66/2، دار الکتب العلمیة – بیروت، تاریخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

(59) (حجة الله على العالمين، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 351/1، دار الکتب العلمیة – بیروت، الطبع: 2015)

قتل کر دیا جب میں بارگاہِ رسول ﷺ میں پہنچا آپ فرمایا کیا ہوا میں نے عرض کی کہ میں نے اسے قتل کر دیا آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا آپ ﷺ نے مجھے عصا عطا فرمایا، ارشاد فرمایا: اسے اپنے پاس رکھنا میں نے عرض کی کیوں فرمایا: قیامت میں لوگ آئیں گے تم یہ عصا ساتھ لانا۔[60]

چنانچہ وہ عصا حضرت عبد اللہ بن اُنَیْس کے کفن میں رکھ دیا گیا۔(رواه البيهقي، ابونعيم عن موسى بن عقبه عن ابن شهاب عن عروه وغيره)

فائدہ: حضرت عبد اللہ بن اُنَیْس کے عقیدہ علم غیب کی وضاحت تو ہے ہی لیکن انکا عصاء کو قبر میں ساتھ لے جانے کی عقیدت بھی قابل صد ستائش ہے۔

مزید براں:

وَأخرج الْبَيْهَقِيّ وَأَبُو نعيم عَن مُوسَى بن عقبَة عَن ابْن شهَاب وَعَن عُرْوَة نَحوه وَفِيه قَالَ إِذا رَأَيْته هِبته وَفرقت مِنْهُ قَالَ وَمَا فرقت من شَيْء قطّ فَلَمَّا رَأَيْته هِبته وَفرقت مِنْهُ فَقلت صدق الله وَرَسُوله ثمَّ كمنت لَهُ حَتَّى إِذا هدأ النَّاس اغترته فَقتلته فيزعمون ان رَسُول الله صلى الله عليه وسلم اخبر بقتْله قبل قدوم عبد الله بن انيس واخرج ابْن سعد من طَرِيق الْوَاقِدِيّ عَن شُيُوخه نَحوه وَفِيه إِذا رَأَيْته هِبته وَفرقت مِنْهُ وَذكرت الشَّيْطَان وَكنت لَا أهاب الرِّجَال فَلَمَّا رَأَيْته هِبته فرأيتني أقطر فَقلت صدق الله وَرَسُوله[61]

ترجمہ: واقعہ مذکورہ میں ایک اور علم غیب کا اظہار ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن اُنَیْس کو فرمایا جب تم اسے دیکھو گے تو تم پر ہیبت ہو گی اس پر تم اس سے دور ہو جاؤ گے۔ واقعی جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھے ہیبت ہوئی، میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا پھر میں نے اس پر حملہ کیا جب لوگ سو گئے، تو پھر میں نے اسے قتل کر دیا۔ لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن اُنَیْس کے پہنچنے سے پہلے ہی خبر دیدی کہ دشمن مارا گیا ایک روایت میں یہ ہے کہ جب میں نے دشمن کو دیکھا تو میں ڈر گیا اور اس سے دور ہو گیا اور شیطان کو یاد کیا یعنی یہ سمجھا کہ یہ شیطانی خیال ہے۔ حالانکہ میں کسی سے ڈرتا نہیں تھا لیکن اس وقت دشمن سے خوف ہوا تو یقین کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ تجھے دشمن سے ہیبت ہو گی۔

فائدہ: بہر حال حضرت عبد اللہ بن اُنَیْس نے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ دشمن کو ویسے پایا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

جنگ جمل اور عقیدہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا:

عن أم سلمة قال: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم خروج بعض أمهات المؤمنين، فضحكت عائشة، فقال: «أنظري يا حميراء أن لا تكوني أنت» ، ثم التفت إلى علي فقال: «إن وليت من أمرها شيئا فارفق بها»[62] (أَخْرَجَه الحاكم والبيهقي)

ترجمہ: بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ازواج میں سے بعض کے خُروج(اختلاف) کی خبر دی تو از راہ تعجب بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنس پڑی آپ نے کے فرمایا دیکھنا وہی تم نہ ہو پھر حضرت علی رضی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر خلافت میں ان کے متعلق کوئی معاملہ ہو تو تم ان سے نرمی کرنا۔

([60])(دلائل النبوة، بَابُ قَتْلِ ابْنِ نُبَيْحٍ الْهُذَلِيِّ.، 46/4، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985)

([61])(الخصائص الكبرى، فَائِدَةٌ فِي حِكْمَةِ قِتَالِ الْمَلَائِكَةِ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، 390/1، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

([62])(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، الباب التاسع في إخباره صلى الله عليه وسلم، 148/10، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1993 م)

فائدہ: حضور علیہ السلام نے مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے معاملات کی خبر دی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا پتہ دیا۔

یادرہے کہ یہ خُروج (اختلاف) عائشہ رضی اللہ عنہا اصحابِ ثلاثہ (حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) کے دور میں نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا اس میں خلافتِ حقہ [63] کی تصدیق بھی ہو گئی جس سے وہابیہ کی تردید کے علاوہ شیعہ کی تردید بھی ہو گئی۔ نیز بی بی عائشہ و علی رضی اللہ عنہما کا عقیدہ بھی واضح ہوا کہ انہوں نے اس واقعہ کو پایا اور بمطابق علم غیب اس طرح عمل کیا جس طرح سنا۔

حواب کے کتے: بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور سرور عالم ﷺ نے ایک مقام "حواب" میں جو مکہ مکرمہ اور بصرہ کے درمیان ایک مَوْضَعُ (جگہ) ہے کتوں کے بھونکنے اور وہاں مقتولوں کے انبار لگنے کی خبر دی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ حال گزرا جب کہ وہ بصرہ کی طرف جارہی تھیں جسے واقعہ "جمل" کہتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

(۱) عَن أبي رَافع أَن رَسُول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ لعَلي (أَنه سَيكون بَيْنك وَبَين عَائِشَة أَمر فَإِذا كَانَ ذَلِك فارددها إِلَى مأمنها) [64] (اَخْرَجَہٗ احمد وغیرہ)

ترجمہ: حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تمہارے اور عائشہ کے درمیان شکَرر نجی (رنجش) ہو گی تم انہیں واپس گھر پہنچانا۔

(۲) عَن ابْن عَبَّاس مَرْفُوعا أيتكن صَاحِبَة الْجمل الْأَحْمَر تخرج حَتَّى تنبحها كلاب الحوأب فَيقْتل حولَهَا قَتْلَى كَثِيرَة تنجو بعد مَا كَادَت [65] (صواعق محرقہ ص ۷۷ اراوہ ابو نعیم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جس کا سرخ اونٹ ہو گا اور اسکے چہرے پر کالے بال ہونگے وہ خروج کرے گی تو "حواب" (مقام) کے کتے بھونکیں گے وہاں لاشوں کا ڈھیر ہو گا لیکن بالآخر وہ جان بچا کر واپس آئے گی۔

فائدہ: مائی عائشہ رضی اللہ عنھا کو جنگ جمل کا پورا واقعہ بتانا اور پھر ان کا بمشکل بچ جانا اور کتوں کا بھونکنا اور اس اونٹ کا رنگ اور صورت بتانا جس پر مائی عائشہ رضی اللہ عنھا کو سوار تھیں علوم فی الغد کے کتنے واضح دلائل ہیں۔ لیکن، دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

مقام حواب: عَن قيس قَالَ لما بلغت عَائِشَة بعض ديار بني عَامر نبحت عَلَيْهَا الْكلاب فَقَالَت أَي مَاء هَذَا قَالُوا الحوأب قَالَت مَا أظنني إِلَّا رَاجِعَة قَالَ الزبير لَا بعد تقدمي فيراك النَّاس وَيصْلح الله ذَات بَينهم قَالَت مَا اظنني إِلَّا رَاجِعَة سَمِعت رَسُول الله صلى الله عليه وسلم يَقُول (كَيفَ بإحداكن إِذا نبحتها كلاب الحوأب) [66] (اَخْرَجَہٗ احمد وغیرہ)

---

(63) خالفت حقہ سے مراد خلافت اربعہ کی ترتیب سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنھم۔ (س رضا)

(64) (الخصائص الكبرى، خِلَافَة بني الْعَبَّاس، 2/233، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

(65) (الصواعق المحرقة، مقتل عُثْمَان وَخِلَافَة عَليّ رضي الله عنهما، 1/348، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1997م)

(66) (الخصائص الكبرى، خِلَافَة بني الْعَبَّاس، 2/223، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

ترجمہ: حضرت قیس نے فرمایا جب بی بی بنی عامر کے بعض مقام پر پہنچیں تو آپ نے کتوں کے بھونکنے پر فرمایا: یہ کون سا مقام ہے عرض کی گئی حواب ہے۔ فرمایا: میں واپس جاتی ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ایسا نہ کیجئے ممکن ہے اس میں عوام کا بھلا ہو آپ کی وجہ سے صلح ہو جائے بی بی نے فرمایا: میں واپس جاتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا تھا کہ تم میں سے ایک کو حواب کے کتے بھونکیں گے۔

فائدہ: اس سے مائی عائشہ کا عقیدہ واضح ہوا کہ آپ کو حضور علیہ السلام کے علم مافی الغد (علم غیب) پر یقین تھا تو کتوں کے بھونکنے پر واپسی کا ارادہ فرمایا ورنہ مُراجَعَتْ (لوٹنے) کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو کہہ دیتیں کہ یہ قصہ اتفاقیہ ہے لیکن نہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو واپس جانے کی عِلّت (وجہ) بھی بتادی۔

انتباہ: حضرت مرتضوی (سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ) سے جنہوں نے مُشاجَرات و مُنازَعات (اختلافات) کئے ہم اہلسنت انہیں حق بجانب مولیٰ علی کو مانتے ہیں اور ان سب کو موردِ لغزش خطاء اجتہادی اور ان سے اسد اللہ کو بدرجہا اکمل و اعلیٰ مانتے ہیں۔ زبان طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر جو انکے لئے شرع میں ثابت ہوئے، رکھتے ہیں کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس (اپنی خواہش) سے فضیلت نہیں دیتے اور انکے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں۔

ہم اہلسنت کے نزدیک ادنیٰ صحابی پر طعن جائز نہیں چہ جائیکہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کی جنابِ رفیع میں طعن کریں حَاشَ لِلّٰہِ! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے اللہ نے ان کی تطہیر و بَرِیّت (صاف و شفاف ہونے) میں آیات نازل کیں ان پر طعن دَھرنے والوں کو وعیدیں عَذَابٌ اَلِیْم (دردناک عذاب) کی سنائیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام سے سوءِ عقیدت (غلط نظریہ رکھنے) سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

امہات المومنین کا عقیدہ: حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: میری ازواج میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی وہ زوجہ ہے جس کے ہاتھ دراز (وسعت والے) ہیں اس سے مراد ام المومنین سیدہ زینب ہیں کہ ان کے ہاتھ کاروبار اور صدقہ دینے میں دراز تھے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تم میں سے مجھے وہ ملے گی (فوت ہوگی) جو لمبے ہاتھوں والی ہے اور ازواج میں لمبے ہاتھوں والی بی بی زینب تھیں اس لئے کہ وہ کسب حلال زیادہ کرتی اور زیادہ صدقات دیتیں۔[67] (اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ)

فائدہ: حضور سرور عالم ﷺ کے علوم مافی الغد (علم غیب) کے علاوہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں بھی یقین تھا کہ جس طرح حضور علیہ السلام فرما گئے ہیں ویسے ہی ہوگا۔ یعنی پہلے اس بی بی کا انتقال ہوگا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ بیبیوں میں سے سب سے پہلے مائی زینب کا انتقال ہوا۔

عقیدہ: اب امہات المومنین کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

---

[67] (صحیح مسلم، کِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، بَابٌ: مِنْ فَضَائِلِ زَيْنَبَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها، 144/7، الحديث 2452، دار الطباعة العامرة تركيا، عام النشر: 1334 ھ)

ترجمہ: حضرت شعبی نے فرمایا کہ بی بی صاحبان نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کون سب سے پہلے فوت ہو گا آپ نے فرمایا: جس کا ہاتھ لمبا ہو گا یہ سن کر ہر ایک کا ہاتھ ناپتی تھیں جب بی بی زینب فوت ہوئیں جب سمجھا کہ اس سے بکثرت خیرات وصدقات مراد ہے۔[68] (اَخْرَجَہُ البیہقی)

عقیدہ ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا: عن يزيد بن الأصم رضي الله عنه قال: ثقلت ميمونة بمكة، فقالت: أخرجوني من مكة، فإني لا أموت بها، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخبرني أني لا أموت بمكة فحملوها حتى أتوا سرف إلى الشجرة التي بنى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم تحتها فماتت.[69] (اَخْرَجَہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: مکہ شریف میں بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا پر سَکَرَات (بے ہوشی) طاری ہوئی تو فرمایا کہ مجھے مکہ معظمہ سے باہر لے چلو کیونکہ میں نے مکہ شریف میں نہیں مرنا کیونکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مکہ شہر میں نہیں مروگی آپ کے وارثوں نے آپ کو مکہ شریف سے باہر مقام سرف[70] میں اس درخت کے نیچے لے آئے جہاں آپ کا بیاہ ہوا تھا۔ وہیں پر ان کی وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔

فائدہ: سرور عالم ﷺ کے علوم غیب پر صحابہ پر کتنا یقین تھا چنانچہ حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا مکہ میں مرنا چاہتی ہی نہیں بلکہ انہیں یقین ہے کہ یہاں میرے پاس عزرائیل علیہ السلام نہیں آئیں گے جب تک میں مکہ سے چلی نہ جاؤں۔

انتباہ: اس سے بڑھ کر کیا دلیل پیش کی جائے کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے جب سے سنا کہ تم نے مکہ شریف میں نہیں مرنا۔ اب موت مہمان ہے اور مکہ شریف میں اپنے عزیزوں (میکے) میں ہیں تب بھی فرماتی ہیں کہ میں نہیں مرتی جب تک مجھے مکہ شریف سے باہر نہ لے جاؤ۔

چنانچہ صحابہ نے بھی اسکے عقیدہ پر اپنے عقیدہ کی توثیق (پختگی) کی۔ چنانچہ مکہ شریف سے باہر لے آئے اور وہیں مدفون ہوئیں جہاں آپ کا بیاہ ہوا تھا۔ اب مزار شریف اس عقیدے کا شاہد ہے کہ مکہ شریف سے مدینہ پاک کو جاتے وقت "شارع الجمرہ" پر سفر کرتے ہوئے تنعیم شریف[71] سے گذر کر مقام نوار پر پہنچو تو سڑک کے کنارے غربی جانب مزار میمونہ رضی اللہ عنہا (ایک کمرہ) موجود ہے۔

حضرت علی و حضرت زبیر کا عقیدہ: عَن قيس قَالَ قَالَ عَليّ للزبير أما تذكر يَوْم كنت أَنا وَأَنت فَقَالَ لَك رَسُول الله صلى الله عليه وسلم أَتُحِبُّهُ فَقلت وَمَا يَمْنعنِي فَقَالَ أما أَنَّك ستخرج عَلَيْهِ وتقاتله وَأَنت ظَالِم قَالَ فَرجع الزبير)[72] (اَخْرَجَہُ الحاکم)

ترجمہ: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں کہ جب میں اور آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے تو آپ ﷺ نے تمہیں فرمایا کہ کیا تم علی المرتضی سے محبت کرتے ہو تم نے کہا کیوں نہیں۔

---

(68) (دلائل النبوة، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِمَنْ يَكُونُ أَسْرَعَ لُحُوقًا بِهِ زَوْجَاتِهِ، 376/2، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985)

(69) (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، الباب السابع والأربعون في إخباره صلى الله عليه وسلم ميمونة رضي الله عنها بأنها لا تموت بمكة، 113/10، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1993 م)

(70) مکہ مکرمہ سے تقریباً 9 سے 12 میل شمال کی طرف مدینہ منورہ سے مکہ آنے کے راستے پر۔ (س رضا)

(71) مکہ مکرمہ کے شمال مغرب میں یہاں "مسجد عائشہؓ" موجود ہے۔ (س رضا)

(72) (الخصائص الكبرى، خِلَافَة بني الْعَبَّاس، 233/2، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

پھر فرمایا تم تو ان پر خُروج کر کے ان سے جنگ لڑو گے اسوقت تم حد سے تجاوز کرنے والے ہو گے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غزوہ جمل کو چھوڑ کر چلے گئے۔

فائدہ: علوم مافی الغد (غیب) کے علاوہ صحابہ کرام کا عقیدہ قابل غور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جب ہی بھول ہوئی۔ بات یاد دلاتے ہیں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بلا سوچے ان کے مقابلہ سے باز آ گئے اور فوراً معرکہ جنگ کو چھوڑ دیا۔

سنّی ہوش میں آ: ہمارے اسلاف بالخصوص صحابہ کرام کو تو حضور سرور عالم ﷺ کے علم غیب پر اتنا یقین ہوتا کہ وہ اپنے مؤقف کو بھی چھوڑ دیتے جبکہ تاریخ شاہد ہے کہ غزوہ صفین کے سب سے بڑے رکن حضرت زبیر ہی تھے لیکن جونہی حضرت علی سے حدیث سنی تو فوراً اپنا مؤقف ترک کر کے سرے سے میدان بھی چھوڑ دیا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: حضرت سعد بن ابی وقاص سے اس وقت جب کہ ان پر موت کی سی کیفیت طاری تھی فرمایا: تم اس سے نجات پالو اور زندہ رہو یہاں تک کہ تم سے ایک قوم نفع پائے یعنی مسلمان اور دوسری قوم نقصان اٹھائے یعنی کفار۔ گویا انہیں طویل العمر پانے کی بشارت دی اور وہ عشرہ مبشرہ میں سب کے آخر میں انتقال فرمانے والے تھے اور ۵۵ھ یا ۵۷ھ میں رحلت فرمائی اور بعض کہتے ہیں کہ ۵۸ھ میں وفات پائی۔[73]

آپ کے عقیدہ کی احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱)عَن عمروبن الْعَاصِ أَن النَّبِي صلى الله عليه وسلم قَالَ (أول من يدْخل من هَذَا الْبَاب رجل من أهل الْجنَّة فَدخل سعد بن أبي وَقاص) [74] (اَخرَجَہ احمد والبیہقی)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو اس دروازہ سے سب سے پہلے آئے گا وہ جنتی ہے۔ اس کے بعد سب سے پہلے داخل ہونے والے حضرت سعد تھے۔

(۲)اخرج مثله البزاز عن عمر بزيادة قَالَ ذَلِك فِي ثَلَاثَة أَيَّام كل ذَلِك يدْخل سعد [75]

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ تین دن ایسا کہا گیا اور ہر تینوں دنوں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوتے رہے۔

(۳)ن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال له: لعلك تخلف حتى ينتفع بك أقوام ويستضر بك آخرون وذلك أن سعدا مرض بمكة وكان يكره أن يموت بالأرض التي هاجر منها واشتد مرضه حتى أشرف على الموت فأتاه رسول

---

[73] (حجة الله على العالمين ، إخبارہ ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 344/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

[74] (البداية والنهاية ، ثُمَّ دَخَلَتْ سنة خمس وخمسين فيها ع ، ذِكْرِ مَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الأعيان في هذه السنة ، سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ، 80/8، دار إحياء التراث العربي ، الطبعة: الأولى، 1408 1988 م)

[75] (الخصائص الكبرى ، كرّ المعجزات فِيمَا أخبر بِهِ من المغيبات فَكَانَ كَمَا أخبر سوى مَا تقدم فِي الْأَبْوَاب السَّابِقَة، 180/2، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

الله ﷺ يعوده ولم يكن لسعد إلا بنت فقال: يا رسول الله ﷺ أوصي بمالي كله؟ قال: لا. إلا أن قال: الثلث والثلث كثير وهو حديث مشهور ثم قال له ﷺ: لعلك تعيش حتى ينتفع بك أقوام ويستضر بك آخرون[76] (أخرجہ الشیخان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد فرمایا کہ تم میرے بعد زندہ رہو گے تم سے تو میں نفع اٹھائیں گی اور بہت سے لوگ نقصان پائیں گے۔

اصل واقعہ یوں ہوا کہ حضرت سعد مکہ میں بیمار ہوئے اور چاہتے کہ وہ یہاں وفات نہ پائیں۔

لیکن مرض بڑھتا گیا اور موت سرہانے آکر کھڑی ہو گئی اچانک حضور سرور عالم ﷺ تشریف لائے عیادت (طبع پرسی) کے بعد عرض کی (آپ کی صرف ایک لڑکی تھی) یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے تمام مال کے بارے میں کچھ وصیت کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا: صرف تہائی کی وصیت کر سکتے ہو۔

یہ مشہور حدیث ہے پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے سعد تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تم سے بہت سے لوگ نفع پائیں گے اور بہت سے لوگوں کہ تمہاری وجہ سے نقصان ہو گا۔

فائدہ: اس مرض سے اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء بخشی اور اسکے ہاتھوں عراق فتح ہوا۔ انکے صدقے بیشمار لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی بیشمار کفار کو مار بھگایا اور بہتوں کو قید کیا اور سرکار مدینہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کو اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا کہ حضرت سعد اس کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔

انتباہ: باوجودیکہ صحابہ کرام موت کے منہ میں ہوتے لیکن جب حضور سرور عالم فرماتے کہ تم نہیں مرو گے بلکہ بعد کو عرصہ تک زندہ رہو گے تو وہ حضرات موت کو کچھ نہ سمجھتے وہی عقیدہ رکھتے کہ ہم بعد زندہ رہیں گے کیونکہ جو کچھ غیب جاننے والے رسول ﷺ نے بتایا وہی ہو گا۔

عقیدہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه: أخرج الواقدي والزبير بن بكار بن عبد العزيز الزهري عن عمومته موسى وعمران واسماعيل قالوا أرسل رسول الله ﷺ عبد الرحمن بن عوف في سرية إلى كلب بدومة وقال: عسى الله أن يفتح على يديك فإن فتح على يديك فتزوج بنت ملكهم فسار حتى قدم فمكث ثلاثة أيام يدعوهم إلى الإسلام فأسلم أصبغ بن عمرو الكلبي وكان نصرانيا وكان رأسه وأسلم معه ناس كثير من قومه وأقام على إعطاء الجزية وتزوج عبد الرحمن تماء بنت الأصبغ وقدم بها المدينة[77] (أخرجہ الواقدی الزبیر بن بکار)

ترجمہ: حضور پاک ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف کو ایک سریہ میں کلب قبیلہ[78] کی طرف بھیج کر فرمایا تمہیں اللہ فتح دے گا فتح کے بعد تم وہاں کے سردار کی لڑکی سے شادی کرنا۔ یہ ہدایت پا کر حضرت عبد الرحمن بن عوف چل پڑے وہاں تین دن قیام کر کے دعوت اسلام دی اس پر اصبغ بن عمرو

---

(76) (حجة الله على العالمين ، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 1/344، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

(77) (حجة الله على العالمين ، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 1/344، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

(78) بنو کلب) عربی: بَنُو كَلْب (عرب کا ایک مشہور اور طاقتور قحطانی قبیلہ تھا، جو یمن کی نسل قضاعۃ سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ قبیلہ تاریخ اسلام، فتوحات، سیاست اور حدیث کی روایات میں بارہا ذکر ہوا ہے۔ (س رضا)

الکلبی مسلمان ہوا۔ وہ پہلے نصرانی تھا اور اس علاقہ کا سردار تھا اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا حضرت عبد الرحمن نے اصبغ کی لڑکی سے نکاح کیا اور اسے مدینہ پاک میں لے آئے۔

فائدہ: حضرت عبد الرحمن بن عوف کے ہاتھ فتح اور پھر ان کے نکاح کی خبر علوم مافی الغد (علم غیب) کی واضح دلیل ہے اور عبد الرحمن بن عوف کے عقیدہ کی عملی تائید بھی ہوئی۔ چنانچہ اس علاقہ کے سردار کی لڑکی سے نکاح کیا اور اسے مدینہ پاک میں لے آئے۔

غزوہ موتہ کے متعلق صحابہ کے عقائد:

ربيعة بن عثمان عن عمر بن الحكيم عن أبيه قال جاء النعمان بن رهطي اليهودي فوقف على رسول الله ﷺ مع الناس فقال رسول الله ﷺ: زيد بن حارثة أمير الناس فإن قتل زيد فجعفر بن أبي طالب فإن قتل جعفر فعبد الله بن رواحة فإن قتل عبد الله فليرتض المسلمون منهم رجلاً فليجعلوه عليهم فقال النعمان أبا القاسم إن كنت نبيا فسميت من سميت قليلاً أو كثيراً أصيبوا جميعاً أن الأنبياء في بني إسرائيل كانوا إذا استعملوا الرجل على القوم وقالوا إن أصيب فلان فلان فإن سموا مائة أصيبوا جميعاً. ثم جعل اليهودي يقول لزيد اعهد فلن ترجع إلى محمد أبداً إن كان نبياً قال زيد فاشهد أنه صادق بأر [79] (اخرجہ بیہقی وابو نعیم)

ترجمہ: عمر بن الحکیم سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نعمان بن ربطی یہودی چند آدمیوں کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زید بن حارثہ امیر لشکر ہوں گے۔ پس اگر زید شہید کر دیئے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب، اگر جعفر بھی شہید کر دیئے جائیں تو عبد اللہ ابن رواحہ، اگر عبد اللہ بھی شہید کر دیئے جائیں تو مسلمان اپنے میں سے جسے پسند کریں اسے امیر لشکر بنالیں۔ نعمان نے کہا اے ابو القاسم! اگر آپ نبی ہیں تو تھوڑے یا زیادہ سب کے ناموں کا تعین کر دیجئے بے شک انبیاء بنی اسرائیل جب کسی قوم پر کسی آدمی کو مقرر فرماتے تو یہ بھی کہتے اگر فلاں شہید ہو جائے تو پھر فلاں امیر لشکر ہو گا۔ اگر وہ سو کا نام لے لیتے تو وہ سب کے سب شہید ہو جاتے، پھر وہ یہودی حضرت زید سے کہنے لگا اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی ہیں تو پھر تو ان کی طرف کبھی نہیں لوٹے گا۔ زید کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ صادق ہیں نیکی فرمانے والے ہیں۔

فائدہ: اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں۔ ۱۔ علوم مافی الغد (علم غیب)۔ ۲۔ حضور علیہ السلام کی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی علوم مافی الغد (علم غیب) عطا ہوئے۔ ۳۔ سابقہ کتب میں انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق بھی علوم مافی الغد (علم غیب) پر موقوف تھی۔ ۴۔ انبیاء علیہم السلام کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کر رہی۔ ۵۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اگرچہ یہودی نے موت کا ڈر سنایا لیکن صحابہ عقیدت اور عقیدہ کے اتنے پختہ اور مضبوط تھے کہ موت کا یقین کے باوجود بھی جان کر جان دینے چلے گئے۔ ۶۔ یہودی بھی مانتے تھے کہ نبی علیہ السلام کہ علم غیب یقینا ہے کہ جیسے اور جس طرح مستقبل کے غیبی امر کے لئے فرمائیں وہ اسی طرح ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے دور میں اسلام کے مُدّعی ہو کر ایسے عقیدہ کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔

نوٹ: غزوہ موتہ کے حالات سراسر علم غیب پر مشتمل ہیں کتاب کو ضخامت سے بچانے کے لئے اس کی تفصیل قارئین کے مطالعہ پر چھوڑتا ہوں۔

---

[79] (حجة الله على العالمين ، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 1/344، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا عقیدہ: عبد الله بن عباس رضي الله عنهما: أخرج البيهقي وأبو نعيم عن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه أنه بعث ابنه عبد الله إلى رسول الله ﷺ في حاجة فوجد رجلا فرجع ولم يكلمه من أجل ما كان الرجل معه فلقي رسول الله ﷺ العباس بعد ذلك فقال العباس أرسلت إليك ابني فوجد عندك رجلا فلم يستطع أن يكلمك فرجع قال ورآه قال نعم قال ذاك جبريل ولن يموت حتى يذهب بصره ويؤتى علماً [80] (اَخرَجَہ البیہقی وابو نعیم)

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ کوئی آدمی ہمکلام (آپس میں گفتگو کرنا) تھا اسی لئے واپس لوٹ آئے بعد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے ملے اور عرض کی! میں نے اپنے بیٹے عبد اللہ کہ آپ کی خدمت میں بھیجا لیکن آپ کسی آدمی سے مصروف بہ گفتگو تھے اس لئے وہ بات کئے بغیر واپس آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے اس مرد کو دیکھ لیا تھا عرض کی ہاں آپ نے فرمایا وہ تو جبرائیل تھے اب جان لو کہ وہ نابینا ہو کر مریگا اور علم بھی بہت پائے گا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تمام زندگی کا پتہ دیدیا کہ وہ آئندہ چل کر نابینا ہو جائیں گے اور علم میں بھی یکتا ہوں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ جملہ علوم تفسیریہ کے آپ ہی امام الکل ہوئے اور آخری عمر میں نابینا بھی ہو گئے۔

وعن ابن عباس قال:مررت برسول الله – صلى الله عليه وسلم – وعليه ثياب بيض ، وهو يناجي دحية بن خليفة الكلبي ، وهو جبريل –عليه السلام – وأنا لا أعلم ،فلم أسلم ، فقال جبريل:يا محمد، من هذا؟ قال: "هذا ابن عمي، هذا ابن عباس. "قال: ما أشد وضح ثيابه، أما إن ذريته ستسود بعده، لو سلم علينا رددنا عليه. فلما رجعت قال لي رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: "يا ابن عباس ما منعك أن تسلم؟". قلت:بأبي وأمي رأيتك تناجي دحية بن خليفة، فكرهت أن تنقطع عليكما مناجاتكما. قال: "وقد رأيت؟". قلت:نعم." قال : أما إنه سيذهب بصرك ، ويرد عليك في موتك [81] (اَخرَجَہ ابو نعیم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب سے گزرا اس وقت میں سفید لباس میں ملبوس تھا آپ دحیہ کلبی (صحابی) سے گفتگو فرما رہے تھے حالانکہ وہ جبرائیل علیہ السلام جو دحیہ کلبی کی شکل میں تھے لیکن مجھے معلوم نہ تھا اسی وجہ سے میں نے السلام علیکم بھی نہ کہا جبرائیل نے مجھے دیکھ کر فرمایا خوب لباس ہے۔ لیکن یہ کہتا ہوں کہ اس کے بعد اس کی اولاد سرداری کرے گی (خلافت پائے گی) ہاں اگر یہ السلام علیکم کہتا تو میں اس کا جواب دیتا۔

---

[80] (دلائل النبوة، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِهِ بِأَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه يَذْهَبُ بَصَرُهُ فِي آخِرِ عُمُرِهِ وَأَنَّهُ يُؤْتَى عِلْمًا فَكَانَ كَمَا أُخْبِرَ، 478/4، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985)

[81] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، [بَابٌ جَامِعٌ فِيمَا جَاءَ فِي عِلْمِهِ، وَمَا سُئِلَ عَنْهُ، وَغَيْرِ ذَلِكَ]، 276/9، الحديث 15519، مكتبة القدسي، عام النشر: 1414 هـ، 1994 م)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو نے سلام کیوں نہ کہا؟ میں نے عرض کی آپ وحیہ کلبی سے باہم گفتگو تھے اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں قطع کلام (دورانِ گفتگو بات) کروں آپ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھ لیا تھا میں نے کہا ہاں فرمایا وہ تو جبرائیل علیہ السلام تھے اس کے دیکھنے سے تیری آنکھیں چلی جائیں گی ہاں تیری موت کے وقت واپس آجائیں گی۔

فائدہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا انتقال ہوا اور ان کو تختہ پر لٹایا گیا تو ایک سفید پرندہ آپ کے کفن میں داخل ہوا تو پھر واپس نہ لوٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہی خوشخبری ہے جو حضور سرور عالم ﷺ نے سنائی کہ موت کے وقت تیری آنکھیں واپس لوٹائی جائیں گی۔[82]

دیکھئے صحابہ کرام اور تابعین کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے علم الغد (غیب) پر کتنا یقین تھا کہ سفید پرندے کو آنکھوں کی واپسی پر محمول کر رہے ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے جیسے فرمایا ویسے ہوتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا عقیدہ اور انکا اپنا بیان:

«وَأخرج أَبُو نعيم عَن ابْن عَبَّاس قَالَ إِن رَسُول الله صلى الله عليه وسلم حَدثنِي أَنه سيذهب بَصرِي فقد ذهب وحَدثني إِنِّي سأغرق وَقد غرقت فِي بحيرة الطبرية وحَدثني أَنِّي سأهاجر من بعد فتْنَة اللَّهُمَّ إِنِّي أشهدك أَن هجرتي الْيَوْم أَلى مُحَمَّد بن عَليّ بن أبي طَالب رضي الله عنهما» [83] (اَخرَجَہ ابو نعیم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا کہ تیری آنکھیں چلی جائیں گی۔ چنانچہ وہ چلی گئیں اور مجھے فرمایا تو پانی میں غرق ہو گا چنانچہ بطریہ جھیل [84] میں میں ڈوب گیا تھا اور مجھے فرمایا کہ تو ایک فتنہ کے بعد ہجرت کرو گے اے اللہ تو گواہ ہے میں فتنہ کے خطرہ سے محمد بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حضور سرور عالم ﷺ نے تین غیبی باتیں بتائیں اور وہ تینوں پوری ہوئیں تو اظہارِ عقیدت کے طور پر انہیں بیان کر دیا۔ تین باتیں کیا تھیں:

۱۔ بینائی چلی جائے گی چنانچہ ابن عباس نابینا ہو گئے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ ۲۔ طبریہ جھیل میں ڈوبنا بھی ہوا۔ ۳۔ ہجرت بھی کی۔

نوٹ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ان واقعات و دیگر حالات انکی سوانح عمری میں پڑھئے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے۔

عقیدہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

ترجمہ: حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس لوٹے تو ہم نے ایک جگہ شب باشی کی فرمایا کون ہے جو آج ہم پر پہرہ دے گا؟ میں نے عرض کی غلام حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا تو سو جائے گا پھر فرمایا ہم پر کون پہرہ دے گا؟ میں نے خود کو پیش کیا مجھے پہرہ کی اجازت مل گئی

---

[82] (الخصائص الکبری، ذکر وقْعَة صفّین، 247/2، دار الکتب العلمیة – بیروت، تاریخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[83] (الخصائص الکبری، ذکر وقْعَة صفّین، 248/2، دار الکتب العلمیة – بیروت، تاریخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[84] بحیرہ طبریہ شمالی فلسطین (اسرائیل کے زیر قبضہ علاقہ) میٹھے پانی کی جھیل یہودی، نصرانی اور اسلامی تاریخ میں مقدس جھیل۔ (س رضا)

ساری رات پہرہ دیتا رہا لیکن جونہی صبح ہوئی مجھے نیند نے گھیر لیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اسوقت سو گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ چاہتا تو تمہیں نیند نہ آتی لیکن نہیں چاہا تا کہ آنے والے لوگوں کے لئے طریقہ میسر ہو پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا آئندہ میری امت کو ایسا کرنا ہو گا کہ نیند آجائے تو نماز قضا پڑھ لیں پھر لوگ اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے سب کی سواریاں مل گئیں سوائے حضور علیہ السلام کی سواری کے آپ نے فرمایا: ادھر جاؤ وہاں ملے گی میں گیا تو اس کی باگ (لگام) ٹہنی سے اٹکی ہوئی تھی۔[85] (اَخْرَجَہُ البیہقی)

فائدہ: علم مافی الغد (غیب) کے علاوہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ دیکھئے کہ فرمایا مجھے نیند صرف اس لئے آئی کہ حضور علیہ السلام نے فرمادیا تھا ورنہ ممکن ہی نہ تھا کہ مجھے نیند آتی۔ اس سے اختیار نبوی کا ثبوت بھی ملا اور صحابی کا عقیدہ بھی۔ اس سے تیسرا مسئلہ حل ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کا عمل حکمت ایزدی پر مبنی ہوتا ہے اس سے اگر کوئی عمل خلاف سرزد ہو تو اس میں امت کی مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ جیسے: حضور علیہ السلام کی نماز قضا کرنے سے تمام امت کی مشکل حل ہوئی کہ ان سے خطاء نماز قضا ہو قیامت میں پرسش نہ ہو گی۔ یہ چوتھا مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام امت کی مشکلیں بھی حل کرتے ہیں۔ پانچواں مسئلہ یوں حل ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اونٹنی عوام کی نظروں سے اوجھل تھی لیکن آپ اسے دیکھ رہے تھے یہی عقائد صحابہ کی وراثت میں اہل سنت کو نصیب ہیں۔ (الحمد للہ علی ذلک)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: کفار مکہ نے عمار اور ان کے والد یاسر اور ان کی ماں سمیہ اور حضرت صہیب اور حضرت بلال اور جناب سالم کو رضی اللہ عنھم گرفتار کر کے سخت سے سخت اذیتیں دیں تا کہ یہ لوگ دین اسلام سے ہٹ کر کفر میں داخل ہوں۔ عمار رضی اللہ عنہ کے والدین نے انکار کر دیا کفار نے بی بی سمیہ رضی اللہ عنھا کو دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر خوب چابک مارے یہاں تک کہ بی بی صاحبہ کی فرج میں حربہ گھونپ کر کہا کہ تو مسلمان مردوں کے عشق کی وجہ سے مسلمان ہوئی تھی اب اس کا مزہ چکھ لے۔ بی بی صاحبہ نے استقامت نہ چھوڑی یہاں تک کہ شہید ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔

فائدہ: یہی دونوں میاں بیوی پہلے اسلامی شہید ہیں اور چونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ ضعیف البدن اور نہایت کمزور تھے۔ اس لئے وہ کافروں کے عذاب و تکالیف برداشت نہ کر سکے اسی لئے زبان پر کلمہ کفر جاری کیا اور کافروں کے بتوں کو بھلائی سے یاد کیا۔

علم غیب نبی ﷺ: حضرت عمار کے اس اجرائے کفر پر صحابہ کرام نے کہنا شروع کر دیا کہ عمار رضی اللہ عنہ کافر ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

كَلَّا إِنَّ عَمَّارًا مُلِئَ إِيمَانًا مِنْ قَرْنِهِ إِلَى قَدَمِهِ، وَاخْتَلَطَ الْإِيمَانُ بِلَحْمِهِ وَدَمِهِ [86]

یعنی بیشک عمار سراپا ایمان سے لبریز ہے۔ بیشک اس کے رگ وریشہ میں ایمان ہی ایمان ہے"۔

اسکے بعد حضرت عمار رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حضور سرور عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے عاشق زار کے آنسو پونچھتے ہوئے فرمانے لگے کیا ہوا؟ اگر تیرے سے بار بار وہی کلمہ کہلوائیں تو تم کہتے جاؤ۔ تیرے ایمان میں کسی قسم کا خلل نہیں پڑتا ہے۔

---

[85] (حجة الله على العالمين ، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 347/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

[86] (تفسير البغوي ، سورت النحل تحت ايت 104، 46/5، دار طيبة ، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ 1997 م)

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اکراہ (زبردستی) واجبار (دباؤ) کے وقت مجبور (لاچار) مُکرَہ (زبردستی مجبور کیا گیا شخص) کو کلمۂ کفر بولنا جائز ہے۔ اگرچہ افضل یہی ہے کہ کلمہ کفر بولنے سے اجتناب کرکے دکھ درد اور قتل پر صبر کیا جائے جیسے حضرت عمار کے والدین رضی اللہ عنھم نے کیا۔

مسیلمہ کذّاب اور دو مسلمان: مروی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دو مسلمانوں کو گرفتار کرکے ایک سے پوچھا کہ تیرا (حضرت) محمد (مصطفی ﷺ) کے متعلق کیا عقیدہ ہے اس نے کہا وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر اپنے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ تو بھی۔ اُس سے اپنی مرضی کا جواب سن کر اسے چھوڑ دیا اس کے بعد دوسرے سے سوال کیا کہ تیرا (حضرت محمد مصطفی ﷺ) کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟ اس نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اس نے اپنے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ اس سے میں بہرہ ہوں یعنی تیرے متعلق کچھ سننا بھی گوارہ نہیں۔ تین بار سوال ہوا ہر بار اس نے یہی جواب دیا مسیلمۃ الکذاب نے اس سے اپنی مرضی کا جواب نہ پاکر اسے شہید کر دیا۔ حضور سرور عالم ﷺ کو ان دونوں کا ماجرا سنایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے نے تو رخصت پر عمل کیا ہے اور دوسرے نے حق پر جان دیدی، اُسے صد مبارک۔ [87]

نکتہ: "یہ افضلُ الجہاد (سب سے اعلیٰ جہاد) اس لئے ہے کہ کسی دشمنِ دین سے لڑنے میں موت وحیات، ہر دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ لیکن ظالم بادشاہ کو حق کہتے وقت جان ہتھیلی پہ رکھنی پڑتی ہے، اور اس میں موت کا یقین ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جو بھی بادشاہ کو کلمۂ حق (سچ بات) اور امر بالمعروف (نیکی کا حکم) کہے گا، تو گویا وہ اپنے منہ اپنی موت خود مانگ رہا ہے۔ اس لئے یہ افضلُ الجہاد ہے کہ اس میں موت کا خوف غالب ہے"۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

۱۔عن ام سلمه وقتادة رضی الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعمار: «تقتلك الفئة الباغية»، [88] (اَخرَجَہُ الشیخان)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

فائدہ: حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ [89] اور حضرت عمار کی تمام زندگی اور پھر ان کی موت کا پتہ دیدیا۔ چنانچہ انکی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔ ان کا عقیدہ بھی ملاحظہ ہو۔

عَنْ مَوْلَاةٍ لِعَمَّارٍ، قَالَتِ: اشْتَكَى عَمَّارٌ شَكْوَى أَرِقَ مِنْهَا فَغُشِيَ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ وَنَحْنُ نَبْكِي حَوْلَهُ فَقَالَ: مَا تَبْكُونَ أَتَخْشَوْنَ أَنْ أَمُوتَ عَلَى فِرَاشِي؟ أَخْبَرَنِي حَبِيبِي صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ تَقْتُلُنِي الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ وَأَنَّ آخِرَ أُدْمِي مِنَ الدُّنْيَا مَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ [90]

(اَخرَجَہُ البیہقی وابو نعیم)

---

[87] (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب السير، باب ما قالوا: في المشركين يدعون المسلمين إلى غير ما ينبغي، أيجيبونهم أم لا، ويكرهون عليه؟، 348/18، الحديث35247، دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض – السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ 2015 م)

[88] (دلائل النبوة، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِهِ عَنِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ مِنْهُمَا بِمَا جَعَلَهُ عَلَامَةً لِمَعْرِفَتِهِمْ، 420/6، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985)

[89] (الخصائص الكبرى، ذكر وقْعَة صفّين، 239/2، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[90] (دلائل النبوة، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِهِ عَنِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ مِنْهُمَا بِمَا جَعَلَهُ عَلَامَةً لِمَعْرِفَتِهِمْ، 421/6، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985)

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی کنیز فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے، یہاں تک کہ آپ پر غشی (بے ہوشی) طاری ہو گئی۔ آپ نے افاقہ (ہوش میں آنا) پاکر ہمیں اپنے گرد روتا دیکھ کر فرمایا: کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں گھر میں بستر پر مروں گا؟ ایسا ہر گز نہیں۔ مجھے میرے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ: تجھے باغی گروہ قتل کرے گا، اور تیرا آخری گھونٹ دودھ ہو گا۔

حضور علیہ السلام نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی۔ چنانچہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہ حضور اکرم ﷺ کی اس پیش گوئی پر اتنا یقین تھا کہ ایک بار آپ بیمار ہو گئے۔ آپ کی بیوی آپ کی حالت دیکھ کر رونے لگیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا غم مت کر میں اس بیماری میں وفات نہیں پاؤں گا۔ کیونکہ

أَخْبَرَنِي حَبِيبِي صلى الله عليه وسلم إِنَّه تقتلني الفئة الباغية وَأَن آخر ادمي من الدُّنْيَا مذقة من لبن[91] (بخاری، حجۃ اللہ ص ۴۷۴)

ترجمہ: میرے حبیب حضور علیہ السلام نے مجھے خبر دی تھی کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور اس دنیا میں آخری وقت میں جو چیز پیوں گا وہ دودھ ہو گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب باغی جماعت نے صفین کے جھگڑے میں عمار رضی اللہ عنہ کو پکڑا تو ان کے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ نے پیا اور پھر مسکرائے۔ کسی نے سبب مسکراہٹ پوچھا تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا۔ دیکھو حضور ﷺ کی اطلاع کے مطابق مجھے دودھ پلایا جارہا ہے۔ پھر آپ کو شہید کر دیا گیا۔[92] (حاکم)

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کا عقیدہ: بی بی خدیجۃ الکبری نے رسول اکرم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: «قد رأيته، فرأيت عليه ثياب بياض۔[93] (ترجمہ) میں نے اسے دیکھا اس پر سپید کپڑے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ)

فوائد وعقائد: ۱۔ امور آخرت غیب سے متعلق ہیں بی بی خدیجہ کا سوال بتاتا ہے کہ آپ کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم عطا ہوا ہے۔

۲۔ آپکا یہ عقیدہ تھا کہ حضور علیہ السلام کو ہر ایک کے خاتمہ کا علم ہے تبھی تو ورقہ کے انجام کا سوال کیا۔

۳۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سوال کے جواب میں تفصیل بتانا ثابت کرتا ہے کہ آپ کے بارے میں عقیدہ علم غیب رکھنا عین اسلام ہے ورنہ آپ بی بی کو منع فرماتے کہ ورقہ عالم برزخ میں ہے اسکے متعلق کیوں پوچھتی ہو وہ تو غیب سے متعلق ہے لیکن اسکے برعکس آپ نے سوال سن کر ورقہ کی حقیقت حال واضح فرمادی یہی علم غیب ہے۔

عقیدہ سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا: حضور سید المرسلین ﷺ کے شہزادے حضرت قاسم کا ایام رضاعت میں ہی وصال ہو گیا۔ حضرت خدیجۃ الکبری کو اپنے نور نظر لخت جگر کا بڑا غم ہوا اور ایک دن بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا کہ رب تعالی میرے فرزند حضرت قاسم کو اتنی دیر بخش دیتا کہ ان کے ایام رضاعت پورے ہو جاتے۔ یہ غمزدہ بات سن کر محبوب رب اکبر ﷺ نے فرمایا کہ اے خدیجہ تیرے بیٹے کے ایام رضاعت جنت میں

---

[91] (حجة الله على العالمين، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 347/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

[92] (الخصائص الكبرى، ذكر وقْعَة صفّين، 239/2، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[93] (البداية والنهاية، [ذكر عمره صلى الله عليه وسلم وقت بعثته]، 21/4، دار هجر، الطبعة: الأولى، (1417 1420 هـ))

پورے ہوں گے۔ حضرت خدیجہ نے وہی کلمات دہرائے تو اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے خدیجہ! اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں، پھر تم اپنے فرزند کی آواز جنت میں سے زمین پر سن لو۔ اس جناب خدیجہ الکبریٰ نے عرض کیا "اصدق الله وَرَسُوله" یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔[94] (خصائص کبری ج ۲ ص ۸۸)

فائدہ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جنت آقا و مولیٰ ﷺ کے پیش نظر ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس غیبی خبر کو سن کر حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بغیر دیکھے اور آواز سنے اس کی تائید و تصدیق کر دی۔ یہی عقیدہ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہا کا اہلسنت کے نصیب میں ہے۔

عقیدۃ حضرت حسان رضی اللہ عنہ:

نبي يرى ما لا يرى الناس حوله ... ويتلو كتا الله في كل مشهد

وإن قال في يوم مقالة غائب ... فتصديقها في اليوم أو في ضحى غد[95] (زرقانی ص ۲۲۹ ج ۶ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: اور اپنے گرد و پیش نبی علیہ السلام سب کچھ دیکھتے ہیں جو اور انسان نہیں دیکھ سکتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ کتاب اللہ کی تلاوت فرماتے ہیں اگر آپ کسی دن غیب کی بات بتادیں تو آج یا کل روز روشن کی طرح اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

عقیدہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ: سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جب آیتِ تیمم نازل ہوئی تو ہمیں پتہ نہ چلا کہ تیمم کس طرح کرنا چاہیے ہم حضور علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہوئے تا کہ ہم تیمم کے متعلق سوال کریں جب حضور علیہ السلام دولت کدہ سے باہر تشریف لائے مجھے دیکھ کر میری حاجت اور سوال کو بھانپ گئے۔ اس کے بعد آپ نے پیشاب کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ انور کا مسح کیا۔ اسکے علاوہ آپ نے کوئی کام نہ کیا۔ ہم واپس آگئے اور مزید کوئی بات نہ پوچھی۔ (شواہد النبوۃ)

فائدہ: سیدنا ابو ہریرہ جس مطلب کو لے کر آئے اسے حضور سرور عالم ﷺ نے عملی طور بیان فرمایا اسی لئے بعد ازاں سوال کئے بغیر چلے گئے یہی ان کے عقیدہ کا اظہار ہے۔ مزید تفصیل سوانح عمری ابو ہریرہ، مرتبہ اویسی غفرلہ کا مطالعہ فرمائیے۔

عقیدہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اس وقت کسی تکلیف کی وجہ سے خون مبارک نکلوایا تھا آپ نے فرمایا: يا عبد الله اذهب بهذا الدم فاهرقه حيث لا يراك أحد

یعنی اے عبد اللہ اسے (خون مبارک کو) ایسی جگہ پر ڈال دے جہاں تجھے کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔

---

[94] (الخصائص الكبرى، ذكر المعجزات في رؤية المعاني بصورة الاجسام، 148/2، دار الكتب العلمية – بيروت،)

[95] (شرح الزرقاني، تابع المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، باب هجرة المصطفى وأصحابه إلى المدينة:، 21/4، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1417 هـ 1996 م)

حضرت عبد اللہ نے خون مبارک لے کر تنہائی میں پی لیا واپس حاضر ہوئے۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اے عبد اللہ خون کا کیا بنا۔ عرض کی حضور! میں نے اسے ایسی جگہ چھپا دیا جسے اب میں خود بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس سے میری مراد تھی کہ آپ سمجھیں گے کہ لوگوں سے اوجھل ہو گیا لیکن آپ نے فرمایا، شربت الدم، تو نے خون مبارک پی لیا ہے۔ عرض کی ہاں، فرمایا: ویل للناس منك وویل لك من الناس

یعنی تجھ سے لوگوں اور لوگوں سے تجھے خرابی ہو۔[96] (اعلام النبوۃ مطبوعہ بیروت)

فائدہ: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ جملہ اس لئے ارشاد فرمایا کہ خون مبارک کی قوت سے وہ اتنی زبردست طاقت کے مالک بن گئے کہ آپ کا مقابلہ مشکل تھا۔ مزید تفصیل ان کے حالات الاستیعاب اور الاصابہ میں پڑھئے۔

عقیدہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے تو رسول کریم ﷺ مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت جابر بے ہوش تھے، حضور ﷺ نے وضو کر کے آب وضو (وضو کا پانی) ان پر ڈالا انہیں اِفاقہ ہوا۔ آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلادِكُمْ[97] (النساء: 11) [ترجمہ: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں]

ابو داؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جابر میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے:

"لَا أُرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجَعِكَ هَذَا"[98] یعنی میں تیری موت اس بیماری میں نہیں دیکھتا۔ یعنی تم اس بیماری میں نہیں مرو گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انکے عقیدہ کا اظہار انکی اپنی بقایا زندگی ہے۔ مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

شاہ فارس کِسْرٰی کی کھانی رسول اللہ ﷺ کی زبانی: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ، فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُمَزَّقُوا كل ممزق.[99] (رواہ البخاری)

ترجمہ: بخاری کے باب العلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کے ہاتھ اپنا خط عظیم بحرین کے دینے کو بھیجا۔ عظیم بحرین نے وہ خط کِسْرٰی کو دیدیا جب کِسْرٰی نے اس کو پڑھا۔ تو پارہ پارہ کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان سب پر دعا کی کہ وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں آپ کی دعا قبول ہوئی۔

فوائد وعقائد: ا۔ یہ صرف دعا نہیں بلکہ علم غیب کا اظہار بھی تھا۔ جیسا کہ واقعات بتاتے ہیں۔

---

(96) (أعلام النبوة للماوردي. فصل [أقسام أخبار الآحاد] . 124/1 . دار ومكتبة الهلال. الطبعة: الأول 1409 هـ)

(97) (دلائل النبوة. جُمَّاعُ أَبْوَابِ دَعَوَاتِ نَبِيِّنَا صلى الله عليه وسلم الْمُسْتَجَابَةِ. بَابُ مَا جَاءَ فِي رَشِّهِ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ مِنْ وَضُوئِهِ حَتَّى عَقَلَ بَعْدَ مَا كَانَ لَا يَعْقِلُ.. 162/6. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى. 1405 هـ 1985)

(98) (سنن أبي داود . كتاب الفرائض. باب مَنْ كان ليس له ولد وله أخوات.. 515/4 . الحديث 2887 . دار الرسالة العالمية. الطبعة: الأولى. 1430 هـ 2009 م)

(99) (صحيح البخاري. كتاب العلم . . بَاب: مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ. وَكِتَابِ أَهْلِ العلم بالعلم إلى البلدان . 37/1. الحديث 64. دار ابن كثير. الطبعة: الخامسة. 1414 هـ 1993 م)

۲۔ شاہ کِسرٰی کو جب آپ کا خط پہنچا تو اپنے کیفر کردار سے غافل شاہ فارس کے غرور نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کو پھاڑ کر صبر نہ کیا۔ بلکہ اپنے صوبہ شاہ یمن کو حکم دیا کہ بہت جلد دو سپاہی بھیج کر اس نبوت کے مدعی کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دے یا زندہ گرفتار کر کے یہاں روانہ کر دے۔ یہ آرڈر (Order) اس وقت کہا جب حضور علیہ السلام نے بادشاہوں کو خطوط لکھے۔ تو ایک فرمان کِسرٰی شاہ فارس کو بھی لکھا۔ جس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کو دعوت اسلام دی تھی۔ اس بدبخت نے حضرت محمد ﷺ کے نامہ مبارک کو پاڑھ کر غصے سے پرزے پرزے کر دیا۔ یہ نامہ مبارک کیا چاک کیا۔ گویا اس نے اپنی جان و تن کو چاک کیا۔[100]

بواوبی جو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی تفصیل فقیر نے رسالہ "نشان قدرت" میں عرض کر دی ہے۔ اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو۔

امام بیہقی نے بروایت عبد الرحمن بن عبد الباری بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ "مَزَّقَ كِسْرَى مُلْكَهُ "یعنی کِسرٰی نے اپنی سلطنت کو چاک کر ڈالا۔ صفحہ امان پر تلاش کرو کہ جب سے آخری کِسرٰی خلیفہ ارشد، عثمان ذالنورین کے لشکر سے ہلاک کیا گیا، اُس کے بعد کوئی کِسرٰی بھی ہوا؟ پارسی قوم میں حکومت یا سلطنت کا نام و نشان بھی کہیں پایا جاتا ہے؟ خسرو کا انجام بہت ہی حسرت ناک ہوا۔ اُس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں شیریں" پر عاشق ہو گیا۔ باپ کو در شکِ رقابت میں خنجر سے ہلاک کر دیا۔[101]

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالی عنہ: یوں تو حضور خاتمُ النبیین، سیّدُ المرسلین ﷺ کے فیض و محبت سے مستفیض (فائدہ اٹھانے والے) ہونے والوں میں ہر صحابی، اسلام کا جانباز سپاہی اور خدا کی راہ کا بے مثال مجاہد و غازی تھا۔ اور تاریخِ دِین (اسلامی تاریخ) نے ایسے بکثرت اصحاب کے واقعاتِ زندگی کو قلم بند کیا ہے۔ لیکن بعض ایسی مبارک ہستیاں بھی ہیں جن کے حالات عامۃُ المسلمین (عام مسلمان) کو ہنوز (ابھی تک) معلوم نہیں۔ منجملہ اُن حضرات کے حضرت عامر بن اَکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ کتبِ احادیث میں آپ کے واقعات کو شرح و بسط (تفصیل اور تسلسل) کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ان کے عقائد سے پہلے، ان کا مختصر تعارف اور فضائل و کمالات کا ذکر ضروری ہے تاکہ عوامِ اہلِ اسلام کو ان کے عقائد و معمولات کے مطابق مزید عقیدت میں پختگی نصیب ہو۔

تعارف: حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اکوع کے بیٹے، عرب کے مشہور شاعر حضرت عامر بن اکوع کے بھائی بھتیجے تھے۔ خود بھی شعر کہتے تھے۔ فطرتاً سپہ گری (جنگی مہارت، فنِ جنگ) کا شوق تھا۔ تیر اندازی میں یگانۂ عصر (اپنے زمانے کے لاجواب) تھے۔ آپ کا تیر کبھی نشانے سے خطا نہ ہوتا تھا۔ آنکھ بند کر کے اگر تیر چلاتے تو نشانے پر ہی پہنچتا تھا۔ بڑے چابک دست (چُست اور ماہر) سوار تھے، لیکن میدانِ جہاد میں سوار ہو کر شاید ہی کبھی لڑنے کا قصد کیا ہو۔ پیدل لڑنا آپ کے فنِ سپہ گری کا اعلیٰ کمال تھا۔ سرزمینِ عرب میں آپ سے تیز بھاگنے والا کوئی نہ تھا۔ ننگے پاؤں بھاگنے میں بسا اوقات سواری سے آگے نکل جاتے تھے۔ مقابلہ کے وقت نہایت بے جگری (جان لڑا کر) اور انتہائی دلیری کے ساتھ لڑتے تھے۔ پچاس پچاس، سو سو مخالفین کے گروہ میں شیر نَمرہ (نڈر شیر) کی طرح گھس جاتے، میلوں تک دشمنوں کے تعاقب میں اکیلے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ جس مہم پر مامور ہوتے، اس کو بغیر سر کیے واپس نہ ہوتے۔ بکثرت غزوات میں حضورِ رسول علیہ السلام کی رِکابِ سعادت (مبارک ہمراہی) کے ہمراہ رہنے کا شرف پایا۔ بکثرت احادیث آپ سے مروی ہیں۔

([100])(أعلام النبوة للماوردي ، فصل [أقسام أخبار الآحاد] ، 116/1 ، دار ومكتبة الهلال ، الطبعة: الأول 1409 هـ)

([101])(دلائل النبوة ، جُمَّاعُ أَبْوَابِ السَّرَايَا الَّتِي تُذْكَرُ ، بَابُ مَا جَاءَ فِي بَعْثِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى كسرى ابن هُرْمُزَ ، 387/6 ، دار الكتب العلمية – بيروت ، الطبعة: الأولى ، 1405 هـ 1985)

حضرت عامر رضی اللہ تعالی عنہ غزوہ خیبر میں: اس غزوہ میں آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ آپ کے بھائی حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ راوی کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے، رات کے وقت سفر ہو رہا تھا۔ عامر، میرے بھائی، سے ایک صحابی نے کہا: یہ رات کا وقت، اور یہ خاموشی، شاعر کی زبان تو ایسی خاموشی میں کبھی ساکت (خاموش) نہیں رہتی۔ تازہ کلام نہ سہی، تو کم از کم یادداشت (یاد شدہ اشعار) سے کام لیا جائے۔

بہر حال، وقت گزاری کے لیے عامر، کچھ تو گنگناؤ۔ یہ فرمائش شاعر کے ذہنِ رَسا (تیز فہم اور نکتہ شناس ذہن) کے لیے گویا سمندِ ناز (نازک مزاج طبیعت) پر تازیانہ (چابک، محرک) ہوا۔ چنانچہ عامر نے رَجَز (اسلامی جنگی نعرہ / بحرِ رَجَز میں پڑھا جانے والا کلام) کا وہ مبارک ترانہ گنگنانا شروع کر دیا، جو بعد کو تاریخِ اسلام کا بیش بہا (نایاب و قیمتی) مشہور جز بن گیا۔ صرف پہلا شعر، تیر کی مانند، درج کیا جاتا ہے۔

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ... وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا[102]

یعنی یا اللہ تیری قسم اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم زکوۃ ادا کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔

ادھر حضرت عامر، اپنی میانہ رَوش (درمیانی آواز اور متوازن انداز) کے ساتھ حدی خوانی (سفر کے دوران اشعار پڑھنا، جو اونٹ یا سواریاں تیز چلتی ہیں) میں مصروف چلے جا رہے تھے؛ ادھر رات کے سناٹے (خاموشی) میں یہ آواز حضور ﷺ کے گوشِ مبارک (مبارک کانوں) تک پہنچ جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا جاتا ہے: "یہ اپنی رَجَز خوانی (جنگی اشعار کی قرأت) کے ساتھ کون سواریوں کو چلا رہا ہے؟" اصحاب نے عرض کی: "حضور! عامر ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: (اللَّهُمَّ ارْحَمْ عَامِرًا) یعنی اللہ تعالیٰ عامر پر رحم فرمائے۔

ضابطہ عقیدہ: جس وقت حضور ﷺ اچانک اپنے کسی صحابی کے لئے یہ لفظ ارشاد فرما دیتے تھے تو صحابہ کرام کی متفقہ رائے یہ تھی کہ مخاطب کی دعا کا ضرور عروسِ شہادت سے ہم کنار ہو جاتا تھا۔

واجب شہادت: چنانچہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جن صحابی نے یہ فقرات سے انہوں نے عرض کیا۔ شہادت عامر کے حق میں واجب ہو گئی، پھر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی! یارسول اللہ ﷺ ہم کو اس سے (عامر سے) فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا۔

راوی حدیث یعنی سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر پہنچ کر (قلعہ) خیبر کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ہم کو بھوک سے بہت تکلیف ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے خیبر پر تم کو فتح مرحمت فرمائی۔ جب جنگ کے لیے صفوں کو مُرَتَّب کر لیا۔ تو عامر نے اپنی تلوار ایک یہودی پر چلائی تلوار چھوٹی تھی۔ یہودی کی پنڈلی تک تلوار نہ پہنچ سکی اور تلوار کی نوک پلٹ کر خود عامر کے رانوں پر پڑی اس زخم کے صدمہ سے عامر جاں بحق ہو گئے۔ پھر جب لشکر خیبر سے واپس ہوا تو راستے میں حضور ﷺ نے مجھے خاموش پا کر دریافت کیا سلمہ تم کو کیا ہوا (کیوں چپ چاپ ہو) میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر قربان لوگ کہتے ہیں کہ (میرے بھائی) عامر رضی اللہ عنہ کا عمل بیکار گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کون کہتا ہے میں نے عرض کی فلاں فلاں صحابی اور اسید بن حضیر انصاری ایسا کہتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: جو اشخاص ایسا کہتے ہیں غلط ہیں اس کے بعد حضور ﷺ نے دو انگلیاں اٹھا کر فرمایا عامر کے لئے دو اجر ہیں راہ حق میں اطاعت کا بھی ساعی تھا مجاہد اور مجاہد بھی عربوں میں بہت کم لوگ ہیں جو اس طریقہ پر چلتے ہیں۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت خیبر کی فتح کے متعلق یہ

([102])(صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب: مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ، 5/2277، الحديث 5796، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ خیبر کو روانہ ہوئے عامر رضی اللہ عنہ رستہ میں رجز مذکور بالا پڑھتے جارہے تھے حضور ﷺ نے جب رجز کے اشعار کو سنا تو پوچھا کون پڑھ رہا ہے عامر نے عرض کیا میں ہوں، عامر! حضور نے فرمایا: خدا تمہاری مغفرت فرمائے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی جس شخص کے لئے دعا مغفرت فرمایا کرتے تھے۔ وہ ضرور شہید ہوتا تھا۔ حضور کی دعا مغفرت سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو اپنے اونٹ پر تھے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کاش ہم کو عامر کی زندگی سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا۔

عقائد وفوائد: ا۔ چھے اشعار (اس میں نعت رسول ﷺ بھی شامل ہے) کو بدعت کہنے والے خود بدعتی ہیں۔

۲۔ حضور علیہ السلام کو علم غیب ہے کہ قبل از وقت شہید کی شہادت کی خبر دیتے ہیں۔

۳۔ اختیارِ کُل بھی حضور علیہ السلام کو حاصل ہے کہ آپ نے جو فرمایا وہی ہوا۔

۴۔ ہر ایک کے اعمال کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول وعدم کا آپ اللہ کو علم ہے تبھی تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو غم و حزن کے ازالہ پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عامر رضی اللہ عنہ دوگنا اجر کی خوشخبری سنادی۔

۵۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا عرض کہ کاش ہم کو عامر کی زندگی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا کیسا پیارا عقیدہ ہے۔

یہودیت سے صحابیت: حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک بھیڑیا آیا اور چرواہے کے ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے گیا چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور بکری کو اس سے چھین لیا۔ ابوہریرہ کا بیان ہے کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور وہاں اپنی وضع پر بیٹھ کر کہا۔ میں نے اپنے رزق کا ارادہ کیا تھا جو مجھ کو خدا نے دیا۔ میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم ایسی عجیب بات میں نے کبھی نہیں دیکھی جو آج کے دن دیکھی کہ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب اس شخص کا حال ہے جو درختوں میں ہے۔ وہ کھجور کے درخت جو دو نخلستانوں کے درمیان واقع ہیں وہ شخص گذری ہوئی باتوں کی خبریں دیتا ہے۔ اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں بتاتا ہے۔

يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَبِمَا هُوَ كَائِن بعدكم (ترجمہ: وہ تمہیں اُن باتوں کی خبر دیتا ہے جو گزر چکی ہیں، اور اُن باتوں کی بھی جو تمہارے بعد ہونے والی ہیں۔)

ابوہریرہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے سے یہ بات سن کر مسلمان ہو گیا۔ اور رسول ﷺ نے اس بات کو درست تسلیم کیا۔[103] (مشکوۃ باب المعجزات)

فوائد: کیسے خوش قسمت تھے وہ لوگ جو حضور ﷺ کے علم غیب پر ایمان لا کر مسلمان ہو گئے اور آج کل کے حالات کسی قدر بگڑ گئے ہیں کہ امتی ہونے کے باوجود حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کر رہے ہیں۔ نہ صرف انکار بلکہ ماننے والوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔

یہ روایت صحیح ہے اسے احمد وابن سعد وبزاز وحاکم وبیہقی وابو نعیم جیسے جلیل القدر محدثین نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔

بدری صحابہ کا عقیدہ: بدر کے واقعہ سے ایک دن کے پہلے سرکار دوعالم ﷺ میدان جنگ کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر فرمایا دیکھو کل ابوجہل یہاں مرے گا۔ عتبہ اس جگہ قتل ہو گا۔ اور فلاں فلاں کافر یہاں یہاں قتل ہو کر مریں گے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں واقعی دوسرے دن جب جنگ ختم ہوئی تو،

([103])(مشكاة المصابيح، كتاب الْفَضَائِل وَالشَّمَائِل، بَاب فِي المعجزات، 1666/1، الحديث 5927، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِّ صلى الله عليه وسلم[104]

یعنی ہم نے ان کفار کو وہیں مرے پایا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن پہلے اپنے دست مبارک سے نشان بتایا تھا۔ (بخاری وغیرہ)

فائدہ: عقیدہ واضح ہے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: جنگ بدر ختم ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کفار گرفتار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے تو فیصلہ کیا گیا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں۔

چنانچہ کفار، فدیہ (مال کے بدلے آزادی) دے کر آزاد ہوتے گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سامنے آئے، جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ فرمایا: چچا! تم بھی فدیہ لاؤ تاکہ چھوڑ دیے جاؤ۔ عرض کی: حضور! میرے پاس مال نہیں ہے کہ پیش کروں۔ فرمایا: کچھ تو دینا ہی پڑے گا۔ عرض کی: حضور! دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

جب تیسری بار بھی یہی جواب ملا، تو غیب کے جاننے والے (نبی کریم ﷺ) نے فرمایا: "چچا! وہ مال پیش کرو جو لڑائی پر آنے سے پہلے اُمِّ الفضل (اپنی بیوی) کو دے آئے تھے، اور کہہ آئے تھے کہ: اے اُمِّ الفضل! اسے فلاں جگہ دفن کر دو؛ اگر میں بحیات (زندہ) لوٹا تو لے لوں گا، ورنہ بچوں پر صَرف (خرچ) کر لینا۔" یہ سنتے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا بدل گئی۔

حفیظ جالندھری نے کہا: یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر رعشہ ہوا طاری — کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبر داری

اور ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے مشرف باسلام کیجئے۔ بخدا جب ہم گھر پر مشورہ کر رہے تھے۔ تو وہاں میرے اور میری بیوی کے سوا تیسرا کوئی موجود نہ تھا۔ آپ نبی برحق ہیں۔[105] (تفسیر مدارک وغیرہ)

فائدہ: گھریلو اور اندرونی معاملہ تھا جسے رسول اکرم ﷺ نے من وعن بتادیا اس کو علم غیب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مشاہدہ کر کے دولت اسلام پائی۔

عقیدہ فضالہ: حدیث میں ہے۔

وَعَنْ فَضَالَةَ بن عَمْرو قَالَ أَرَدْتُ قَتْلَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عام الفتح هو يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قَالَ: أَفُضَالَةُ؟ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ (مَا كُنْتَ تُحَدِّثُ بِهِ نَفْسَكَ؟) قلت: لا شيء، فَضَحِكَ وَاسْتَغْفَرَ لِي وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي فَسَكَنَ قَلْبِي، فو الله مَا رَفَعَهَا حَتَّى مَا خَلَقَ اللهُّ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ،[106] (شفاء شریف)

ترجمہ: فُضَالَہ ابن عمرو سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جس سال مکہ فتح ہوا میں نے حضور ﷺ کو طواف کرنے کی حالت میں قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ بس جب حضور ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا فُضَالَہ ہے میں نے کہاں ہاں۔ فرمایا تو اپنے دل میں باتیں کر رہا تھا۔ (یعنی کیا سوچ رہا تھا) میں نے کہا کچھ

---

[104] (مرقاة المفاتيح، كِتَابِ الْفَضَائِلِ، بَابٌ فِي الْمُعْجِزَاتِ، 3780/9، دار الفكر، الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002م)

[105] (مسند أحمد، وَمِنْ أَخْبَارِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه، 335/5، الحديث 3310، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 ھ 2001 م)

[106] (شرح الشفا، الْبَابِ الرابع، فصل فِي عصمة اللَّه تَعَالَى لَهُ مِنَ النَّاسِ وكفايته من آذاه، 249/1، دار الكتب العلمية، عام النشر: 1399 ھ 1979 م)

نہیں تو آپ یہ سن کر مسکرائے اور میرے لئے دعائے مغفرت کی اور اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا۔(جس سے) میرے دل کو سکون ہو گیا۔ اور خدا کی قسم ابھی آپ نے اپنا دست مبارک اٹھایا نہ تھا۔ کہ مخلوق خدا میں مجھ کو آپ سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ معلوم ہوئی۔

راجز اسلمی کا عقیدہ: ام المومنین حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ ایک رات سرکار دوعالم ﷺ نماز تہجد کے لئے وضو فرما رہے تھے کہ خلاف عادت تین مرتبہ فرمایا لبیک لبیک نصرت، نصرت، نصرت میں نے عرض کی حضور آپ ﷺ کس کی مدد فرما رہے ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: میرا ایک صحابی عمرو بن سالم راجز مکہ سے مدینہ منورہ آرہا ہے اور اسے دشمن نے گھیر لیا ہے۔ اور وہ مجھے مدد کے لئے پکار رہا ہے۔

چنانچہ میں نے اس کی مدد فرما کر اُسے بچا لیا ہے۔ جب عمرو بن سالم راجز نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے حضور ﷺ کی امداد کے متعلق چند اشعار آپ کے سامنے پڑھے جن میں سے ایک شعر یہ ہے۔

فانصر رسول الله نصرا أيدا　　وادع عباد الله يأتوا مددا

یعنی پس تو رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیوں کہ آپ ﷺ کی مدد پر ہر وقت تیار ہے۔ اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔[107]

(اصابہ ۴/۲۹۷) کتاب الاستعیاب ۶/۲۴۶ بیہقی)

فوائد: ۱۔ یہ واقعہ تفصیلاً ہم نے عقیدہ صحابہ ندائے یا رسول اللہ ﷺ میں لکھا۔ ۲۔ علم غیب۔ ۳۔ حاضر و ناظر کا ثبوت کہ کہاں مکہ معظمہ کہاں مدینہ کے درمیان طویل فاصلہ کے علاوہ پہاڑ دراز قد حائل نہ ہوئے نگاہ نبوت تو یہی حاضر و ناظر ہے۔ پھر حضور کا فرمان لبیک میں حاضر ہوا حاضر و ناظر نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ ۴۔ دورے حضور کو مدد کے لیے پکارنا صحابہ کا عقیدہ تھا۔ ۵۔ نعرہ یا رسول اللہ۔ ۶۔ نعت خوانی۔ ۷۔ استمداد۔ ۸۔ اولیا کو پکارنا اور استمداد وغیرہ وغیرہ۔

سواد بن قارب کا عقیدہ: حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ عالی میں حضرت سواد بن قارب نے حضور کو مخاطب کر کے یہ شعر عرض کیا۔

فأشهَدُ أنَّ اللهَ لا رَبَّ غَيرَه　　وأنَّكَ مَأْمونٌ على كلِّ غائِبِ[108]

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور (رسول اللہ ﷺ) آپ ہر غیب پر آگاہ ہیں۔

فائدہ: دیکھیے صحابیِ رَسُولُ اللہ ﷺ تو کُلِّ عِلْمِ غَیْب (تمام غیب کے علم) کا اقرار کر رہا ہے، اور خود حُضُور ﷺ سُن کر خاموش ہیں، تو حدیثِ تقریری[109] ایسی ہوئی۔ لیکن افسوس ہے، وَہابی (اہل حدیث مسلک کے پیروکار) دیوبندی اس مسئلہ میں نہ صرف یہ کہ ضِد (ہٹ دھرمی) پر ہیں، بلکہ چُور بھی ہیں۔ سیرۃِ صحابہ میں اس حدیث کو نقل کر کے "عَلَى كُلِّ غَائِبٍ" (ہر غیب پر نگران یا امین) کے بجائے "كُلِّ غَالِبٍ" (ہر غالب یا طاقتور) لکھ مارا، اور ترجمہ میں غائب کے بجائے علم غالب لکھا۔ اسے کہتے ہیں چوری (جان بوجھ کر الفاظ میں تحریف) اور سینہ زوری (ڈھٹائی اور زبردستی اپنی بات منوانا)۔

---

[107] (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، الباب السابع والعشرون، ذكر قدوم عمرو بن سالم على رسول الله صلى الله عليه وسلم يخبره بما وقع لهم، 2/202، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1993 م)

[108] (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، الباب الرابع في بعض ما سمع من الهواتف وتنكس الأصنام، تفسير الغريب، 2/209، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1993 م)

[109] ایسی حدیث جس میں نبی ﷺ نے کسی قول یا فعل پر نکیر نہ فرمائی ہو۔ (س رضا)

انتباہ: حَسْبِ عادت (روایتی انداز کے مطابق) کوئی اِس حدیث کو ضَعِیف (کمزور سند والی) نہ کہہ دے۔ فقیر (یہ عاجز مصنّف) اس حدیثِ پاک کے مَصادِر (روایت کے اصل مراجع) بھی عَرض کر دیتا ہے، تاکہ سَنَد رہے، اور بیمار قلوب (دلوں کے مریض / شک کرنے والے لوگ) کو ضَعِیف کہہ دینے کا دَورہ نہ پڑے۔

حدیثِ مذکور مندرجہ ذیل مُحدِّثین نے روایت کی ہے:

عُمدۃُ القاری شرح صحیح بُخاری، جلد ۱۷، صفحہ ۸۔[110] امام سُیُوطی (جلالُ الدین السُّیُوطی علیہ الرحمہ) نے فرمایا: "اِس حدیث کے بہت سے طُرُق (روایات کی مختلف سندیں) ہیں"۔ بیہقی، ابنِ شاہین کی روایت انس (رضی اللہ عنہ) سے۔ ابنِ سفیان، ابنِ عبد الرّحمٰن سے بُخاری (رحمہ اللہ) نے تاریخ میں۔ بَغَوِی اور طَبرَانِی، سَعید بن جُبَیر سے۔ ابنِ سفیان، ابو یعلٰی، حاکم، بیہقی اور طَبرَانِی، محمد بن کَعب قُرَظِی سے۔ ابنِ ابی خَیثَمہ، رُوْیَانِی اور خَرَائِطِی، ابو جَعفَر باقی سے۔ یہ تمام اس حدیث کے مَخارِج (راوی و محدثین کے طرق) ہیں۔[111] (خصائص کبری، ج ۱، صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳)

حضرت عباس وام الفضل رضی اللہ عنہما کا عقیدہ: أُمُّ الْفَضْلِ قَالَتْ: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَلَدْتِ فَأْتِينِي بِهِ. قَالَتْ: فَلَمَّا وَلَدَتْهُ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى وَأَلْبَأَهُ مِنْ رِيقِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ وَقَالَ: اذْهَبِي بِأَبِي الْخُلَفَاءِ. فَأَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ أَتَى إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا بَصُرَ بِهِ قَامَ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا شَيْءٌ أَخْبَرَتْنِي بِهِ أُمُّ الْفَضْلِ؟ قَالَ: هُوَ مَا أَخْبَرَتْكَ، هَذَا أَبُو الْخُلَفَاءِ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عليه السلام[112] (رواہ ابو نعیم، ابن عباس فی دلائل النبوۃ ج ۳ ص۔ ۲)

ترجمہ: ابنِ عبّاس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ مجھے حدیث اُمِّ الفضل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ مکرمہ) نے بیان کیا۔ اُن کا نام لُبابہ بنتُ الحارث ہِلالیہ ہے۔ یعنی حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کی زوجۂ مکرمہ۔ فرماتی ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا: تیرا حمل لڑکے کا ہے، جب تُو جنے تو لڑکا میرے پاس لانا"۔ تو اُمِّ الفضل نے کہا: جب میں نے اُس کو جنا تو اُس مولود (نومولود بچے) کو میں نبی ﷺ کی بارگاہِ عالیہ (مقدّس دربار) میں لائی۔ تو نبی ﷺ نے بچے کے دایاں کان (دائیں طرف والے کان) میں اذان دی، اور بایاں کان (بائیں طرف والے کان) میں اقامت کہی، اور اپنی تھُوکِ مبارک (لعابِ دہنِ اقدس) اُس کو چسایا (چٹایا)، اور اُس کا نام عبد اللہ رکھا۔ اور فرمایا: ابو الخلفاء کو لے جا"۔ تو میں نے حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی، اور آپ صاف ستھرا لباس رکھنے والے تھے۔ آپ فوراً لباس بدلا، پھر دربارِ رسالت (نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس) میں تشریف لائے۔ جب حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ نے دیکھا تو کھڑے ہو گئے۔ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اُمِّ الفضل کو کیا فرمایا ہے؟ وہ مجھے خبر دیتی ہے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خبر دی کہ تیرے پیٹ میں ابو الخلفاء ہے"۔

([110])(عمدة القاري، كتابُ بَدْءِ الخَلْقِ، بابُ إسْلَامُ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنهُ تحت حديث 3866، 8/17، دار الفكر، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

([111])(الخصائص الكبرى، ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم، 171/1، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

([112])(دلائل النبوة أبو نعيم الأصبهاني، الْفَصْلُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُونَ مَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْغُيُوبِ، 550/1، الحديث 487، دار النفائس، الطبعة: الثانية، 1406 هـ 1986 م)

فائدہ: منکرین کمالات مصطفی ﷺ کہتے ہیں نبی کو علم نہیں کہ ماں کے پیٹ کے اندر کیا ہے۔ بیٹا یا بیٹی وغیرہ اور آیت: وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ پڑھ کر عوام کو بہکاتے ہیں اس حدیث میں نہ صرف ماں کے پیٹ کے بچے کی خبر دی بلکہ اجمالاً خلافت عباسیہ کا تمام دور بیان فرمایا دیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات سخت تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے قتادہ رضی اللہ عنہ کو درخت خرما کی ایک چھڑی دیکر فرمایا۔ تم یہ لیکر جاؤ یہ خود بخود روشن ہو جائے گی۔ اور اس کی روشنی دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے پڑیگی۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے۔ تو ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئیگی۔ وہ شیطان ہے۔ اس سے اسکو مارنا تا کہ وہ نکل جائے۔[113]

چنانچہ قتادہ روانہ ہوئے اور شاخ روشن ہو گئی۔ اور گھر میں جا کر دیکھا۔ تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز نظر آئی جسکو انہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا۔ (السیرۃ النبویہ)

فائدہ: سیدُنا قتادہ رضی اللہ عنہ کا مکان حضرت کے دولت خانہ (نبی ﷺ کے گھر مبارک) سے بہت فاصلے پر تھا، اور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی، تو سخت تاریکی (گہرا اندھیرا) تھی۔ خصوصاً ان کے گھر کے اندر تو روشنی کا گزر بھی نہ تھا۔ خیال کیجیے کہ حضور ﷺ کو اس شیطان کا حال کیونکر معلوم ہوا؟ کیونکہ جبرائیل کے اطلاع دینے کی خبر تو حدیث میں موجود نہیں ہے۔ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اس کو دیوار حائل (آڑے) ہوتی تھی، نہ تاریکی مانع ہوتی، اور نہ فاصلہ رکاوٹ بنتا۔ جو بصارت (دیکھنے کی قوت) ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ لے، تو مجھے تو اس کے لیے ہزاروں دیواریں (یعنی مادّی وجود) بھی حائل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دیکھنے کے جو شرائط تھے کہ خارجی روشنی ہو، اور کوئی کثیف شے (رکاوٹ بننے والی موٹی چیز) حائل نہ ہو یہ یہاں نہیں پائے گئے۔ پھر بھی حضور ﷺ نے شیطان کو دور سے دیکھ لیا۔ اور وہ دوسرے عالم کی شے (غیر مادی مخلوق، مثلاً جنّات) ہے، تب بھی آپ سے اوجھل نہ ہو سکا۔ اور سرکار کو قرب و بُعد کی قید بھی ضروری نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔

عقیدہ حضرت اُنیسہ رضی اللہ تعالی عنہا: عن انيسة بنت زيد بن أرقم عن ابيها أن النبي عبد الله دخل على زيد يعوده من مرض كان به قال ليس عليك من مرضك باس ولكن كيف لك اذا عمرت بعدى فعميت قال احشب و اصبر قال اذا تدخل الجنة بغير حساب قال فعمى بعد ما مات النبي من الله ثم رد الله عليه بصره ثم مات[114] (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

ترجمہ: بیہقی نے دلائل النبوۃ میں زید بن ارقم کی بیٹی اُنیسہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اور باپ سے روایت کرتی ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اس حالت میں کہ اسکی عیادت کرتے تھے۔ بسبب بیماری کے آپ نے فرمایا کہ تجھ پر تیری بیماری کے سبب سے ڈر نہیں لیکن تیرا کیا حال ہو گا جس وقت تیزی عمر، (بوڑھاپا) میرے پیچھے دراز ہو گی پس تو اندھا ہو جائیگا۔ زید نے کہا کہ میں ثوابِ طلب اور حکمِ رب پر صبر کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو بہشت (جنت) میں بلا حساب داخل ہو گا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد زید کی بینائی جاتی رہی پھر اللہ تعالی نے زید کو بینائی عطا فرمائی پھر وہ انتقال کر گئے۔

---

(113) إمتاع الأسماع، فصل جامع في معجزات رسول الله صلى الله عليه وسلم على سبيل التفصيل، تمام المائة: إضاءة العرجون الّذي أعطاه الرسول صلى الله عليه وسلم لقتادة، 5/ 321، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1420 هـ 1999 م)

(114) دلائل النبوة، جُمَّاعُ أَبْوَابِ إِخْبَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِالْكَوَائِنِ بَعْدَهُ، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِهِ بِأَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، 6/479، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985)

فائدہ: اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا غیب جاننا صراحۃً ثابت ہوا۔ کیونکہ آپ نے ایک صحابی کو کھلم کھلا فرمایا تو نابینا ہو جائیگا۔ چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے بعد نابینا ہو گئے۔ یہی انکے عقیدہ کی توثیق (پختگی) ہے۔

عقیدہ حضرت انس رضی اللہ عنہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انس، لوگ شہر آباد کریں گے۔ اور ان میں سے ایک شہر ہو گا۔ جسے بصرہ کہیں گے۔ اگر تم اس شہر میں داخل ہو تو اس کے باغات بازاروں امیروں کے دروازں سے بچنا اور شہر کے کناروں پر رہنا کہ اس شہر میں خَسْفٌ یعنی زمین میں دھنس جانے کا واقعہ پیش آئے گا۔ قَذْفٌ و پتھروں کا برسنا اور حِیْفٌ وزلزلہ بھی اس میں ہو گا۔[115] (ابوداؤد)

فائدہ: اس حدیث مقدس میں رسول اللہ ﷺ نے دو باتوں کی خبر دی ہے۔ ایک تو نیا شہر آباد ہو گا اور اس کا نام بصرہ ہو گا۔ دوسری یہ کہ اس شہر میں خَسْفٌ (دھنسانے کا عذاب) قَذْفٌ (پتھر کا عذاب) اور رجف وغیرہ واقع ہوں گے۔ پہلی بات حضرت عمر کے عہد میں پوری ہوئی کہ عقبہ بن غزوان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے ۱۴ھ میں بصرہ آباد کیا جس کا سبب یہ تھا کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق کو یہ اندیشہ تھا کہ اس جگہ فارس میں ہند سے ایک راستہ آتا ہے۔ اور شاہ فارس ہندوستان سے اس راہ سے مدد طلب کرے تو آپ نے حکم دیا کہ اس جگہ پر شہر تعمیر کرو تا کہ وہاں فوج کی ایک چھاؤنی قائم ہو۔ دوسری خبر بھی اسی طرح پوری ہو گئی۔ کہ بصرہ میں "خسف قذف رجف" (زلزلہ، پتھر اور دھنسانے کا عذاب) ہوئے جسکی تفصیل فقیر کی کتاب "قیامت کی نشانیاں" پڑھیئے اور حضرت انس کی عقیدہ کی دلیل انکا شہر کے کنارے رہنا ہے۔

سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قال: لما نزلت هذه الآية: {يا أيها الَّذِينَ آمَنُوا لا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النبي} [49/ الحجرات/ آية 2] إِلَى آخِرِ الآيَةِ. جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِي بَيْتِهِ وَقَالَ: أَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ. وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. فسأل النبي سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ" يَا أَبَا عَمْرٍو! مَا شَأْنُ ثَابِتٍ؟ اشْتَكَى؟ " قَالَ سَعْدٌ: إِنَّهُ لَجَارِي. وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوَى. قَالَ فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللهِّ صلى الله عليه وسلم. فَقَالَ ثَابِتٌ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا على رسول الله صلى الله عليه وسلم. فَأَنَا مِنَ أَهْلِ النَّارِ؛ فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. فَقَالَ رَسُولُ اللهِّ صلى الله عليه وسلم" بَلْ هُوَ من أهل الجنة". [116] (رواه مسلم والبخاري)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے۔ جب آیت نازل ہوئی اے ایمان والو اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند مت کرو (آخر آیت تک) تو ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھے رہے اور آپ کی خدمت میں آنا جانا بند کر دیا۔ آپ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا! کہو ثابت کیسے ہیں؟ کیا بیمار ہیں؟ سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ کے دریافت کرنے کا حال ان سے بیان کیا ثابت بولے کہ اونچی آواز سے بولنے کی ممانعت نازل ہو چکی ہے۔ اور تم لوگ جانتے ہو کہ آنحضرت ﷺ کے دربار میں تم سب میں زیادہ میری ہی آواز بلند ہو جاتی

---

[115] (سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب في ذكر البَصْرَةِ، 1/ 550، الحديث 487، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ 2009 م)

[116] (صحيح مسلم، كِتَابُ الإيمان، بَاب مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ، 1/ 77، الحديث 119، دار الطباعة العامرة، عام النشر: 1334 هـ)

ہے۔ تو مجھے غم یہ ہے کہ میں کہیں دوزخی نہ ہوں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے آکر یہ بات آنحضرت ﷺ سے ذکر کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخی نہیں بلکہ جنتی شخص ہیں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے بھی اس کے قریب روایت کیا ہے۔

تفسیر: سورۃ حجرات کی ابتدائی کئی آیتیں بارگاہ نبوت کا ادب سکھلانے کے لئے اُتری ہیں۔ عرب اپنی سادہ فطرت سے ان دقیق آداب سے اب تک ناآشنا تھے۔ جن کو نبوت کا نازک مقام مقتضی (تقاضا کرتا) تھا۔ اسلام نے آکر جہاں ان کو رفتہ رفتہ بھائی بھائی ماں باپ اور تمام باہمی رشتوں کے آداب بتلائے اس کے ساتھ ہی اب وقت آگیا تھا کہ انہیں خدا اور رسول کے وہ آداب بھی بتلا دیئے جائیں جن سے غفلت کرنا کیسے اعمال کو اِکارت (برباد) کر دیتا ہے۔ ان میں سے ایک ادب یہ تھا۔ کہ رسول ﷺ کے سامنے اس طرح زور زور سے بیباکانہ (بغیر خوف وخطر) گفتگو نہ کی جائے جیسے باہمی ایک دوسرے کے سامنے کی جاتی ہے۔ اور نہ اس طرح اس کو پکارا جائے جیسا کہ آزادانہ ایک دوسرے کو نام لے کر پکارا جاتا ہے۔ یہ طور طریق احترام نبوت کے خلاف ہے اور نبوت کا عدم احترام پر خطرہ ہے کہ عمل اِکارت (برباد) نہ ہو جائیں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ قدر بلند آواز تھے۔ یہ سن کر ڈر گئے اور سمجھے کہ بارگاہِ نبوت میں یہ گستاخی مجھ سے بارہا سرزد ہو چکی ہے اس لئے میرا اب کہاں ٹھکانہ ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو ان کی اس ادا پر آپ کا دل بھر آیا اور آپ نے اس ادب کی وجہ سے جس سے ان کا قلب معمور تھا ان کو جنت کی بشارت سنادی اور ان کی اس بلند آوازی کو جو قدرتاً بھی قابلِ عفو (معافی کے قابل) سمجھا۔

فائدہ: ادب کا اصل دار و مدار قلب پر ہے۔ پھر ظاہر میں اس کے لیے کچھ علامات بھی مقرر ہیں۔ اگر قلب کی گہرائیوں میں ادب موجود ہے۔ تو ظاہر کی فروگزاشت (ترک کرنا) ہے اِغماض (نظر انداز) کیا جاسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اب آپ کے کلام یعنی حدیث شریف کو سن کر اس کا معاوضہ و مقابلہ کرنا، اس کا مذاق اڑانا تن آسانی اور ہوا پرستی کے لیے اس کی تاویلات کرنا یہ سب آپ کی ہی گستاخی کے برابر ہے۔ دنیا اگر کسی معزز کا احترام کرتی ہے تو اس کے کلام کو بھی بنظرِ احترام دیکھتی ہے۔

حدیث: جب یہ آیت اتری تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ راستہ میں بیٹھ کر رونے لگے۔ ان سے حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے سبب پوچھا تو کہا اس آیت کے نزول کے بعد میں خوفزدہ ہوں کہ کہیں میرے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور میں دوزخی نہ ہو جاؤں۔ عاصم ابن عدی رضی اللہ عنہ خدمت حضور اقدس سرور عالم ﷺ کی طرف روانہ ہوئے اور ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کی بی بی ان کے پاس آئیں تو انہوں نے ان سے کہا کہ جب میں اپنے اَصْطَبَلْ میں جاؤں تو تم اس کی کنڈی لگا دینا یعنی مجھے تم اس میں بند کر دینا۔ جب وہ اصطبل میں داخل ہوئے تو ان کی بی بی نے اصطبل کی کنڈی لگا کر انہیں اس میں بند کر دیا اور انہوں نے کہا کہ میں اب یہاں سے نہ نکلونگا جب تک کہ اللہ مجھے موت نہ دیگا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے راضی نہ ہونگے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے خدمت حضور ﷺ میں حاضر ہو کر انکے حال کی خبر دی آپ نے فرمایا: جاؤ اور انہیں بلا لاؤ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ پہلے وہاں آئے جہاں وہ رو رہے تھے جب انہیں وہاں نہ پایا گیا تو ان کے گھر میں آئے تو انہیں اصطبل میں پایا اور کہا کہ تمھیں حضور ﷺ یاد فرماتے ہیں۔ آپ نے حضرت عاصم سے فرمایا کہ کنڈی کھولو جب انہوں نے کنڈی کھولی تو دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس حضور ﷺ نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا؟ عرض کیا! میں نہایت بلند آواز ہوں خوف کرتا ہوں کہ یہ آیت میرے لئے نازل ہوئی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا:

اما تَرْضَى أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا، وتُقْتَلَ شَهِيدًا، وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ

یعنی کیا نہیں راضی ہے تو اس بات سے کہ زندگی گزار توحید پر مرے تو شہید اور داخل جنت ہو۔

انہوں نے عرض کی! میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے خوشخبری سے راضی ہوں آئندہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز میں بات نہیں کروں گا۔[117]

فائدہ: اس آیت کے نزول کے بعد نہ صرف حضرت قیس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست آواز سے بولتے بلکہ تمام صحابہ کرام نے آواز کو پست بولنا معمول بنالیا انکی تعریف میں اللہ نے اسکے بعد والی آیت نازل فرمائی۔[118] (صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۰۸، جلد ۲)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: سْمَاعِيلُ بْنُ ثَابِتٍ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ قَدْ هَلَكْتُ،..... «يَا ثَابِتُ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا، وتُقْتَلَ شَهِيدًا، وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قال بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ صلي الله عليه وسلم[119] (أَخْرَجَهُ الحاكم والبيهقي وابو نعيم)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے ثابت! کیا اس سے راضی نہیں تو تمہاری زندگی خوب بہتر بسر ہو اور تم شہادت پاکر جنت میں داخل ہو عرض کی ہاں۔

تین عقیدے: اس حدیث میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو تین غیبی خبریں سنائی گئیں۔

۱۔ بہتر زندگی۔ ۲۔ شہادت۔ ۳۔ جنت۔

تینوں پر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: قَالَ بَلٰی (کہاں) سے ثابت ہوا۔

فائدہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب حضرت ثابت بن قیس کو دیکھتے تھے تو یہی کہا کرتے تھے کہ یہ ایک جنتی مسلمان ہے جو زمین پر چل پھر رہا ہے۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرام کا عقیدہ ہو گیا تھا کہ یقینا ابن قیس رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو وہ کیوں جنتی نہ ہو؟۔[120]

عقائدِ ثلثہ کی تشریح: حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو تین بشارتیں دیں "تُعِيْشُ حَمِيْداً" (قابل تعریف زندگی) یہ مافی الغد (کل کیا ہو گا) اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ قرآن کی نص قطعی ہے اور اسی مطابق حدیث صحیح بخاری میں: "خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللهُ" یعنی پانچ علم خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔[121]

ہم اہلسنت (بریلوی) کہتے ہیں از خود کوئی نہیں جانتا جسے اللہ علم عطا فرمادے اس کا انکار گمراہی اور بے دینی ہے۔ اس کے ہزاروں شواہد ہیں منجملہ اسکے، جملہ مذکورہ۔

---

[117] (حاشية الصاوي، سورت الحجرات تحت ايت 3، 61/4، دار الكتب العلمية، الطبع 2018)

[118] (حاشية الصاوي، سورت الحجرات تحت ايت 3، 61/4، دار الكتب العلمية، الطبع 2018)

[119] (المعجم الكبير، ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ الْأَنْصَارِيُّ، 67/2، الحديث 1314، مكتبة ابن تيمية القاهرة، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

[120] (التفسير المظهري، سورت الحجرات تحت ايت 3، 42/4، مكتبة الرشدية، الطبعة: 1412 هـ)

[121] (صحيح البخاري، كِتَابُ الإيمان، بَاب: سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْإِيمَانِ، 27/1، الحديث 50، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

چنانچہ تاریخ شاہد ہے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی قابل تعریف زندگی تو ایسی شاندار ہوئی کہ آخری دم تک ایمان کامل اور اعمالِ صالحہ کی دولت سے مالامال رہے اور تندرستی و سلامتی اور امن وامان کی نعمتوں سے سرفراز رہے اور ان کے اعزاز واکرام کا حال قابل رشک رہا۔ خطیبِ رسول قبیلہ خزرج اور خاندان طے کے متفق علیہ سردار تھے اسلام سے پہلے بھی آپ اپنی قوم کے معتمد علیہ تھے۔ حضور ﷺ جب مدینے تشریف لائے تو سارا شہر خیر مقدم کو نکل آیا اس موقع پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے جو تاریخی خطبہ دیا ہے اس کا نمونہ دیکھئے:

«نَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أَنْفُسَنَا وَأَوْلَادَنَا، فَمَا لَنَا؟ قَالَ: «الجَنَّةُ» قَالَ: رَضِينَا؟

یعنی ہم ہر اس چیز سے آپ کی حفاظت کریں گے۔ جس سے اپنی جان اور اولاد کی حفاظت کرتے ہیں لیکن ہم کو اس کا کیا معاوضہ ملے گا؟

قَالَ الجَنَّةُ: حضور ﷺ نے فرمایا جنت۔ رَضِينَا، یعنی سارے مجمع نے متفقہ آواز اُٹھائی ہم سب راضی ہیں۔[122]

غزوہ بدر میں شریک، اصحابِ مغازی نے انہیں اصحابِ بدر میں شامل نہیں کیا۔ لیکن علامہ ابن حجر نے تہذیب میں یہی رائے ظاہر کی ہے۔ باقی تمام معرکوں میں آپکی شرکت میں تمام مؤرخین متفق ہیں۔ مریسیع کی جنگ[123] میں ۵ھ میں واقع ہوئی حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا (ام المومنین) اسیر (قید) ہو کر حضرت ثابت اور ان کے ابن عم کے حصے میں آئی تھیں۔ انہوں نے 9 اوقیہ سونے پر (اَمَۃ) مُکَاتَب بنایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنھا نے حضور سے مدد طلب کی آپ نے رقم مذکور ادا کر کے ان کو ہمیشہ کے لئے غلامی سے نجات دلائی اور اپنے حبالہ عقد (نکاح) میں لے لیا۔[124]

سنہ ۹ھ میں بنو تمیم کا وفد آیا اور بد و یانہ (جاہلانہ) طریقے پر حضور ﷺ کے دروازے پر آکر آواز دی کہ، محمد باہر نکلو! محمد باہر نکلو! آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ سے عطارد بن خاحب نے گفتگو شروع کر دی۔ عطارد اس قبیلے کا مشہور خطیب تھا اس کی تقریر ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ثابت کو حکم دیا کہ تم اس کا جواب دو۔ حضرت ثابت نے ایسی فصیح و بلیغ تقریر فرمائی کہ اَقرع بن حابس بول اٹھا اپنے باپ کی قسم ان (مسلمانوں) کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے۔ اسی سال مسیلمہ کذاب بنو حنیفہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینے آیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو لے کر اس کے پاس گئے۔

مسیلمہ نے کہا: اگر اپنے بعد میرے سوا کسی کو خلیفہ نہ بناؤ تو ابھی تمہاری اتباع کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: خلافت تو بڑی چیز ہے میں تجھ کو یہ چھڑی دینا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ خدا نے تیرے متعلق فیصلہ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ میں تیرے انجام کو خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ زیادہ گفتگو کی ضروت ہو تو ثابت رضی اللہ عنہ موجود ہیں ان سے پوچھ! اب میں جاتا ہوں ۱۱ھ حضور ﷺ نے انتقال فرمایا۔ انصار سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانے کے لیے سقیفہ بنی ساعدہ جمع ہو گئے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ حضرت عمر وغیرہ کو لے کر پہنچے وہاں پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل خطبہ دیا۔

---

(122) (السنن الكبرى، ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ رضي الله عنه، 340/7، الحديث 8171، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

(123) جنگ مریسیع (غزوہ بنی المصطلق) اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے، جو 5 ہجری یا بعض روایات کے مطابق 6 ہجری میں پیش آیا۔ (س رضا)

(124) (مسند أحمد، مسند النساء، مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله عنها، 385/43، الحديث 26365، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

أَمَّا بَعْدُ، ! فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ عز وجل، وَكَتِيبَةُ الْإِسْلامِ، وَأَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ مِنَّا، وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْكُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا، وَيَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ،[125]

ترجمہ: ہم خدا کے (دین کے) مدد گار ہیں اور اسلام کی فوج ہیں اور مہاجرین معدودے چند ہیں۔ تعجب ہے کہ اس پر بھی کچھ لوگ ہم کو خلافت سے محروم کر رہے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا صحیح ہے۔ تاہم قریش کے سوا کوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہو سکتا۔

بہر حال ان تمام واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے کیسے قابل تعریف زندگی گزاری۔

تُقْتَلُ شَهِيْداً: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابن قیس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ "تُقْتَلُ شَهِيْداً" یعنی تو شہید ہو گا۔ یہ جملہ بھی علم غیب کی دلیل ہے۔ اور وہ بھی ما فی الغد (مَاذَا تَكْسِبُ غَداً) اور وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (کون کہاں مریگا) سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دونوں کو ایک ہی جملہ میں بیان فرمادیا۔ اس لیے کہ شہادت کا علم ہے تو کہاں کا علم لازم ہے۔ اس لیے کہ شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے:

"اِذَا ثَبَتَ الشَّيْئُ ثَبَتَ بِلَوَازِمِهَا" یعنی شئے اپنے جملہ لوازمات سے ثابت ہوتی ہے۔

انتباہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شہ لولاک جَوَامِعُ الْكَلِمِ (جامع کلام فرمانے والے) سے موصوف ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو جملوں میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی تمام زندگی کے جملہ لمحات بیان فرما دیئے اس لیے ہمارا عقیدہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر امتی کے ہر حال سے باخبر ہیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت ملاحظہ فرمائیں:

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت: جنگ یمامہ کے دن جب حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مقدس فوج کے مجاہدین اسلام "مسیلمہ الکذاب" سے جہاد فرما رہے تھے۔ تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بھی اس نبوت کا دعوی کرنے والے کذّاب خبیث سے لڑنے کے لیے مجاہدینِ اسلام کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ مسیلمہ الکذاب کا شیطانی لشکر تعداد میں زیادہ تھا۔ جب اس خبیث کے شدید حملوں کے دباؤ سے اسلامی فوج کے نوجوان کچھ پیچھے ہٹنے لگے۔ تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے اسلامی جوش اور ایمانی جذبات سے بے خود ہو گئے اور اپنی بلند آواز سے اسلامی لشکر کے مجاہدین کو للکارا کہ اے مسلم نوجوانو! ہم لوگ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے کفار سے جہاد کرتے تھے تو ہمارا کوئی قدم بھی کبھی پیچھے نہیں ہوتا تھا۔ مگر مجھے تم مسلمان جوانوں پر حیرت اور افسوس ہے کہ تم لوگ جہاد میں اس طرح پسپا ہو رہے ہو! آخر تمہاری غیرت ایمانی کے گرم گرم خون کی حرارت کہاں چلی گئی؟ یہ فرمایا اور خود سب سے آگے بڑھ کر دشمنانِ اسلام پر انتہائی جاں بازی کے ساتھ حملہ کرنے لگے۔[126]

([125])(صحيح البخاری، كتاب الحدود، باب رجم الحبلى من الزنا، 168/8، الحديث:6830دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

([126])(مدارج النبوة (مترجم)، اطلاع بر علوم غیبیہ، 277/1، شبیر برادرز، سن اشاعت، 2008)

چنانچہ اس بوڑھے جاں باز کی مجاہدانہ پکار اور مجاہدانہ للکار سے اسلامی لشکر کے نوجوانوں میں جان پڑ گئی اور ایک دم اسلامی لشکر فاتحانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اور دم زدن (چند لمحو) میں مسیلمہ الکذاب کے شیطانی گروہ کو کچل کر تہس نہس کر دیا۔ اور اس مجاہدانہ حملے میں کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

فائدہ: یہ عقیدہ بھی حضرت ابن قیس کے متعلق ہے جو اس طرح ہوا جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

عجوبہ: حضرت ابن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کسی کو خواب میں فرمایا کہ تم امیر لشکر حضرت خالد بن ولید سے میرا پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا تو میرے بدن پر ایک لوہے کی زِرہ تھی جس کو ایک سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا ہے اور اپنا گھوڑا باندھنے کی جگہ اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اس کو چھپا رکھا ہے۔ لہٰذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیں اور تم مدینہ منورہ پہنچ کر خلیفہ رسول حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق سے بھی میرا یہ پیغام عرض کر دینا کہ مجھ پر جو قرض ہے وہ ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔

چنانچہ ان صحابی نے حضرت خالد بن ولید امیر لشکر کو اپنا خواب سنایا تو آپ نے فوراً تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زِرہ برآمد ہوئی جس جگہ کو خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا اور جب امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے ان کے غلام کو آزاد قرار دیا اور ان کا سارا قرض ادا کر دیا۔[127]

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ کوئی شخص ہی ایسا میرے علم میں نہیں ہے کہ مرنے کے بعد اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔[128] (کتاب الروح لابن القیم وصادی ج ۲ ص ۱۰۸)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کا عقیدہ: حدیث شریف میں ہے:

عن أبي سعيد رضى الله عنه قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَمَا تَرَكَ شَيْئًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ وَأَطْرَافِ الْحِيطَانِ، قَالَ: "أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا[129] (معالم التنزیل)

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک روز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہوئے قیامت تک ہونے والی چیزیں سب ہی بیان فرمادیں اور کوئی چیز نہ چھوڑی یہاں تک کہ جب دھوپ کی روشنی کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کنارہ پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اس قدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہ گیا ہے (یعنی تھوڑی مقدار)۔

فائدہ: ا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوق جب سے پیدا ہوئی کے آغاز سے لیکر دنیا کے اختتام اور اس کے بعد کے حالات کا علم ہے۔

---

(127) (حاشية الصاوي، سورت الحجرات تحت ايت 3، 61/4، دار الكتب العلمية، الطبع 2018)

(128) (حاشية الصاوي، سورت الحجرات تحت ايت 3، 61/4، دار الكتب العلمية، الطبع 2018)

(129) (معالم التنزيل، سورت البقرة تحت ايت 147، 159/3، دار طيبة، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ 1997 م)

جیسا کہ روایت میں تصریح ہے کہ جو دور گزرا اس کا وقت صبح صادق تا عصر ہے اب جو باقی دنیا کا وقت ہے وہ اتنا ہے جیسے عصر تا غروب الشمس۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تا قیامت ذرّہ ذرّہ کا حال بیان فرمایا جیسا کہ " فَمَا تَرَكَ شَيْئًا " فعل ماضی کے بعد "اِلَّا" مذکور ہے اور یہ حَصر کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی از ابتدائے خلق تا قیامت کے درمیان کا کوئی حال نہ چھوڑا۔[130]

تھوڑے سے وقت میں بیان کرنا معجزہ ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا مزید حوالاجات ملاحظہ ہوں۔

(۱) عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ (۲) امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ (۳) امام کرمانی (۴) علامہ یعقوب البمبانی شارحین بخاری رحمۃ اللہ علیہم

(۵) ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ شارح مشکوۃ سب بیک زبان اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ[131]

ترجمہ: اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں ابتداء مخلوقات سے لیکر انتہائے مخلوقات تک تمام مخلوقات میں سب کے حالات بتائے۔

فائدہ: علومِ کُلّی کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ليلة المعراج (قطرت فى حلقى قطرة علمت ما كان وما سيكون)[132]

ترجمہ: شب معراج کو میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا۔ (تفسیر روح البیان)

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ"[133] (ترجمہ: میں نے جان لیا جو ہو چکا اور جو ہو گا) (تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۶۲۵ تا ۶۲۶)

زیرِ آیت "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ"

اور فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

فاورثنى علم الأولين والآخرين وعلمنى علوما شتى فعلم أخذ على كتمانه إذ علم انه لا يقدر على حمله غيرى وعلم خيرنى فيه وعلم أمرني بتبليغه الى العام والخاص من أمتي[134]

---

(130) (معالم التنزيل، سورت البقرة تحت ايت 147، 159/3، دار طيبة، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ 1997 م)

(131) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ، بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، 159/3، تحت الحديث 5699، دار الفكر، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

نوٹ: ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے تحت ذکر فرمائی ہے، جو اسی معنی کی حدیث ہے۔ (انعام علی)

(132) (روح البيان، سورت الانعام تحت ايت 56، 159/3، دار الفكر، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

(133) (روح البيان، سورت الانعام تحت ايت 56، 159/3، دار الفكر، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

(134) (روح البيان، سورت الاسراء تحت ايت 1 الي 7، 106/5، دار الفكر، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

ترجمہ: یعنی مجھے علم اوّلین و آخرین (ابتداءِ زمانہ سے قیامت تک کے علم) کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا۔ کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے کہ جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کر دو۔ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۴۷۲)

زیرِ آیت: سبحان الذي أسرى بعبده (فعلمت علم الأولين والا آخرين [135] (تفسیر روح البیان ص ۷۵۳، ج ۳)

عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر کے بعد غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے سوا کچھ کام نہ کیا۔

فأخبرنا بما كان وبما هو كائن. فأعلمنا أحفظنا. [136]

یعنی اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں سے زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

فائدہ: محدثین کرام اور شارحین عِظام نے لکھا کہ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ اتنے تھوڑے سے عرصہ میں آنے والے جملہ واقعات تفصیل سے بیان فرما دیئے۔

چنانچہ حنفی امام بدرالدین عینی شرح بخاری فتح الباری ارشاد الساری شرح بخاری، مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

فيه دلَالَة على أَنه أخبر فِي الْمجْلس الْوَاحِد بِجَمِيعِ أَحْوَال الْمَخْلُوقَات من ابتدائها إِلَى انتهائها [137]

ترجمہ: اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک ہی مجلس میں ساری مخلوقات کے سارے احوال کی از ابتدا تا انتہا (شروع سے آخر تک کی) خبر دے دی۔

معجزہ نبوی ﷺ: حضرت ختم مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ہمارے مخالفین مانتے ہیں کہ وہ تھوڑے عرصہ میں زبور کو پڑھ لیتے تھے۔

چنانچہ مشکوۃ شریف باب ذکر الانبیاء میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے۔

"خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسَرَّجَ" [138] (راوہ البخاري)

معجزہ داؤد علیہ السلام: حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن (زبور) کو اس قدر ہلکا کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنے گھوڑوں پر زین لگانے کا حکم دیتے تھے تو آپ ان کی زین سے پہلے پڑھ لیتے تھے۔

([135]) (روح البيان، سورت النجم تحت ايت 19 الى 30، 232/9، دار الفكر، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

([136]) (صحيح مسلم، كِتَابُ الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ، بَابُ إِخْبَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيمَا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ، 173/8، الحديث 2892، دار الطباعة العامرة، عام النشر: 1334 هـ)

([137]) (عمدة القاري، كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الله تعَالى: {وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ، 110/15، تحت الحديث 2913، دار الفكر، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

([138]) (مشكاة المصابيح، كتاب أَحْوَال الْقِيَامَة وبدء الْخلق، بَاب بدء الخلق وَذكر الْأَنْبِيَاء عَلَيْهِم الصَّلَاة وَالسَّلَام، 1593/3، الحديث 5718، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

کراماتِ اولیاء: ۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔[139]

(شمائم امدادیہ، ص ۱۳۱، حاجی امداد اللہ)

۲۔ شیخ ابو مدین مغربی حجر اسود سے قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے اور باب کعبہ تک ختم کر لیتے (ڈھائی قدم کا فاصلہ ہے) جس کے الفاظ بھی مسموع (سنے ہوئے) ہوتے تھے اور معانی بھی مفہوم ہوتے تھے۔[140] (نفحات الانس جامی)

۳۔ بعض اولیاء نے نماز مغرب سے سرخی کے غائب ہونے تک پانچ دفعہ قرآن کریم ختم کر لیا اور حضرت علی المرتضی نے ایک درجہ پر ہزار ختم کر لیے۔ (لطائف المنن للشعرانی)

درس عبرت: جب مریدوں کی یہ شان ہو کیا ان کے مرشد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات سے خبر دے دینا نہیں ہو سکتا۔

بدیں عقل دانش بیاید گریست[141]

خلاصہ عقیدہ: جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ سب کچھ بتا دیا۔

سنی ہوشدار: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چند لمحات میں ایسا معجزہ دکھایا جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے قبول کیا لیکن منافقین کو اس وقت بھی انکار رہا۔ آج وہی منظر سامنے ہے۔ ہم اپنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بیان کرنا فخر محسوس کرتے ہیں لیکن مخالفین کو شرک کا خطرہ کا ڈر رہتا ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ان منافقین کی وراثت میں انکار ہے۔

حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا عقیدہ: صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَقَامًا، مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ[142]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا۔ کوئی چیز چھوڑ نہ دی جسے یاد رہا، یاد رہا۔ جو بھول گیا، بھول گیا۔ یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ طبرانی نے کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

گمراہوں کے سَرْغَنے: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ

مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ.[143] (رواہ ابو داود)

---

(139) (شواہد النبوۃ (مترجم)، رکن ششم، 280/1، مکتبہ نبویہ، سن اشاعت 1975)

(140) (جاء الحق وزھق الباطل از احمد یار خان نعیمی، ص 127، نعیمی کُتب خانہ، 1976ء)

(141) "ایسی عقل و علم پر رونا ہی بنتا ہے"۔ (س رضا)

(142) (صحیح مسلم، كِتَابُ الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ، بَابُ إِخْبَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيمَا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ، 172/8، الحديث 2891، دار الطباعة العامرة، عام النشر: 1334 ھ)

(143) (سنن أبي داود، كتاب الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ، بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا، 564/6، الحديث 4243، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 ھ 2009 م)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چھوڑا کسی فتنہ کا سر گروہ کو یہاں تک کہ دنیا ختم ہوئی جن کی تعداد تین سو سے زائد تک پہنچے گی مگر ہمیں اس سر گروہ فتنہ کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بتا دیا۔

فائدہ: جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اپنا عقیدہ حضور علیہ السلام کے لیے ذرہ ذرہ کے علم کا مان رہے ہیں تو اب اگر کوئی صحابہ کے عقیدہ کے خلاف بات کرے تو ہمیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔

خوش قسمت سُنّی: صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وراثت اہل سنت کو نصیب ہوئی۔ اس کی علامت یہ ہے کہ سنی کبھی کسی گمراہ اور جدید مذہب میں نہیں پھنستا۔ پھنستا ہے وہ واپس نہیں لوٹتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مختصر پروگرام بتانا معمولی بات ہے؟ جب کہ آپ کے علوم کے آگے لوح و قلم ایک قطرہ ہیں۔ امام بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا: " فإن من جودك الدنيا وضرتها ومِن عُلومِكَ عِلْمَ اللوحِ والقَلَمِ "

یعنی بیشک آپ کی سخاوت سے دنیا و آخرت ایک ذرّہ بمقدار ہیں اور لوح و قلم تو آپ کے علوم کا ایک قطرہ ہیں۔

علامہ ملا علی قاری حنفی "حَلُّ الْعُقْدَهْ شَرْح قَصِيْدَه بُرْدَه" میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول:

"و من علومك علم اللوح والقلم" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كون علمهما من علومه صلى الله تعالى عليه وسلم ان علومه. تتنوع الى الكليات والجزئيات وحقائق ودقائق وعوارف.

ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما إنما يكون سطرًا من سطور علمه ، ونهرا من بحور حلمه[144]

ترجمہ: اور لوح (وہ لوح کہ جس میں جمیع ماکان و ما یکون درج ہے) و قلم کے علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے بعض اس لیے ہیں کہ حضور کے علوم مُنْقَسِم (تقسیم کئے ہوئے) ہیں۔ جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان معرفتوں کی طرف کہ جن کا تعلق ذات اور صفات سے ہے۔

لہذا لوح و قلم کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے۔ اور حضور ﷺ کے علم کی سطروں کا ایک حرف ہے۔

عقیدہ عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ: أنس بن مالك رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَلَمَّا سلَّم قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ السَّاعَةَ، وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: (مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ، فَوَاللهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا). قَالَ أَنَسٌ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ، وَأَكْثَرَ رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يَقُولَ: (سَلُونِي). فَقَالَ أَنَسٌ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: (النَّارُ). فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: (أَبُوكَ حُذَافَةُ). قَالَ: ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: (سَلُونِي، سَلُونِي). فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم رَسُولًا. قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ

([144])(شرح الملا علي القاري على بردة البوصيري. الباب العاشر: في عرض الحاجات على الممدوح. والمناجاة مع المولى. 1/499. . دار الكتب العلمية. الطبعة: 2019 م)

صلی اللہ علیہ وسلم[145] (بخاری شریف،باب ایکرہ من کثیرۃ السوال)

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سورج کے زوال کے بعد تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی جب سلام پھیرا تو منبر پر قیام فرمایا پھر قیامت کا ذکر کیا اور آنے والے بڑے بڑے امور کا تذکرہ کیا۔ پھر فرمایا جو کسی چیز سے سوال کرنا پسند کرے تو سوال کرے کہ خدا کی قسم تم پر ہے جس چیز کا سوال کروگے میں جب تک اس مقام میں رہوں گا تمہیں اسکی خبر دوں گا۔ حضرت انس نے فرمایا لوگوں نے زیادہ رونا شروع کیا اور نبی ﷺ بات بار بار فرماتے رہے کہ تم مجھ سے سوال کرو پھر حضرت انس نے فرمایا کہ ایک شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے۔ فرمایا: دوزخ پھر حضرت عبداللہ بن حُذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضور نے بکثرت فرمایا کہ مجھ سے سوال کرو مجھ سے سوال کرو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے کہ ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہونے پر راضی ہوگئے تو حضور ﷺ نے سکوت فرمایا۔

عن انس أَنَّ النَّاسَ سَأَلُوا نَبِيَّ اللهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ، فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ حَتَّى صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: «لَا تَسْأَلُونِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ، إِلَّا نَبَّأْتُكُمْ» فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ الْقَوْمُ أَرَمُّوا، وَظَنَّ أَنَّ ذَلِكَ بَيْنَ يَدَيْ أَمْرٍ قَدْ حَضَرَ، فَجَعَلْتُ أَلْتَفِتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي، فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ ثَوْبَهُ بِرَأْسِهِ يَبْكِي، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ مَنْ أَبِي؟ قَالَ: «أَبُوكَ حُذَافَةُ»[146]

ترجمہ: حضرت انس سے مروی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں نے سوالات شروع کئے یہاں تک کہ حضور ﷺ کو سوال سے پریشان کر دیا تو حضور ایک دن منبر پر تشریف لائے اور فرمایا تم مجھ سے جس چیز کا سوال کروگے میں بیان کرونگا۔ تو میں نے داہنے بائیں دیکھنا شروع کیا تو ہر شخص کپڑے میں سر چھپا کے رو رہا ہے۔ اچانک ایک شخص اٹھا جسے اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ عرض کی! یا نبی اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حذافہ۔

فوائد: ۱۔ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے اپنے لئے علم کلی کا دعوی فرمایا مثلاً: سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ[147] (یعنی تم مجھ سے جو چاہو پوچھو) میں اعلان ہے کہ جو چاہو پوچھو۔

۲۔ صحابی نے اپنے باپ کے متعلق تحقیق چاہی تو آپ نے فوراً اسکے باپ کے نام بتادیا۔

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا تو آپ خاموش ہوگئے اس سے ثابت ہوگیا، کہ حضور ﷺ امت سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ آپکے علوم کا اقرار کریں۔

خاتمہ: علم غیب کے چند نمونے آخر میں عرض کردوں تاکہ ایمان تازہ ہو۔

---

(145) (صحيح البخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنّة، 3 بَاب: مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ، 2660/6، الحديث «6864»، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

(146) (مسند الشاميين، سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، 9/4، الحديث 2578، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1405 1984)

(147) (صحيح البخاري، كتاب العلم، بَاب: الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ، إِذَا رَأَى مَا يكره، 47/1، الحديث «92»، دار ابن كثير، الطبعة: الخامسة، 1414 هـ 1993 م)

احادیث: ۱۔ حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: إِنَّ اللهَّ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔[148]

یعنی اللہ تعالی نے میرے لیے زمین جمع فرمادی میں نے اسکے مشارق ومغارب کو دیکھا۔(مشکوۃ)

فائدہ: یعنی زمین کے ہر ٹکڑے کو جہاں سورج طلوع وغروب کرتا ہے حضور سرور عالم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام زمین کا ہر ذرہ آپ ﷺ کے پیش نظر ہے۔ یادرہے کہ مشارق ومغارب سے زمین کا ذرہ ذرہ مراد ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ" یعنی مشارق مغارب کا رب۔ اور فرمایا: "رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" یعنی آسمان وزمین کے ذرہ ذرہ کا پروردگار۔

تائید مشارحین: ۱۔ نسیم الریاض میں اس حدیث کے تحت ہے:

"المشارق والمغارب كناية عن الجميع كما في قوله رب المشارق و المغارب"[149]

۲۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: أي جمعها لي وطواها بتقريب بعيدها إلى قريبها حتى اطلعت على ما فيها جميعها وستفتحها أمتي جزءا فجزءا حتى تملك جميع أجزائها۔[150]

یعنی اللہ تعالی نے زمین کو میرے لیے جمع کیا اور اسکے بعید کو قریب کرکے میرے لئے سمیٹا۔ میں نے اسے دیکھا اور اسکے تمام امور کو جھانک کر دیکھا اس سے مجھے معلوم ہوگیا کہ میری امت اس زمین کے تمام اجزاء کی مالک ہوگی یعنی اسکے ذرہ ذرہ پر انکا قبضہ ہوگا۔

نسیم ریاض کی اسی جلد سوم کے آخر میں ہے کہ،

۳۔ اَلْأَنْبِيَاءُ صَلَوَاتُ اللهِّ تَعَالَىٰ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، مِنْ جِهَةِ اَلْأَجْسَامِ وَاَلظَّوَاهِرِ مَعَ اَلْبَشَرِ، وَبَوَاطِنُهُمْ وَقُوَاهُمُ اَلرُّوحَانِيَّةُ مِنَ اَلْمَلَائِكَةِ وَلِذَا تَرَىٰ مَشَارِقَ وَمَغَارِبَ بِهَا، تسمع اطيط السماء وتشم رائحة جبريل عليه الصلوة والسلام إذا أراد النزول إليهم۔"[151]

ترجمہ: تمام انبیاء علیہم السلام ظاہری جسموں کی نظر سے بشر کے ساتھ ہیں اور انکے باطن ان کی روحانی قوتیں ملائکہ کی مانند ہیں۔

اس لئے شرق سے غرب تک زمین اور انکی نظر میں ہوتی ہے اور آسمان (کہ فرشتوں کے بوجھ سے چرچراتا ہے اسمیں کہیں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ قیام یا رکوع یا سجود میں نہیں انبیاء کرام یہاں بیٹھے پانسو برس کی راہ کے فاصلہ سے اس) کا چرچرانا سنتے ہیں پھر یہاں سے مدینہ طیبہ تو بہت نزدیک ہے اور جبرائیل امین علیہ السلام جب (سدرۃ المنتہی ہے کہ یہاں سے سات ہزار برس کی راہ دور ہے) انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف اترنا چاہتے ہیں انبیاء علیہم السلام اس وقت انکی خوشبو سونگھ لیتے تھے۔

۴۔ عن عَنْ عَبْدِ اللهِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِّ صلى الله عليه وسلم وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ، فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الكِتَابَانِ؟» فَقُلْنَا: لَا يَا رَسُولَ اللهِّ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا، فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ اليُمْنَى: «هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ العَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ

---

(148) (مشكاة المصابيح، كتاب الْفَضَائِل وَالشَّمَائِل، بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، 3/1600، الحديث 5750، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

(149) (نسيم الرياض، وَمِنْ ذَلِكَ مَا أَطْلَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوبِ]، 3/176، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

(150) (شرح الشفا، وَمِنْ ذَلِكَ مَا أَطْلَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوبِ، 1/679، دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

(151) (نسيم الرياض، وَمِنْ ذَلِكَ مَا أَطْلَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوبِ]، 3/600، مطبعۂ عثمانيه، الطبعة: الثالثة، 1894)

الجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا»، ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ: «هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ العَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا». [152]

(الحدیث رواہ الترمذی ص ۳۶، ج ۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے پاس سے تشریف لائے آپ ﷺ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا! نہیں مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کتاب جو دائیں ہاتھ میں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر اس کے آخر میں کل میزان بتایا گیا ہے۔ اب اس سے نہ زائدہ ہو گا نہ کم۔ پھر فرمایا یہ کتاب جو بائیں ہاتھ میں ہے اس میں دوزخیوں کے اور ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ اس کے آخر میں کل میزان لگایا گیا ہے اب نہ اس سے زائد ہوں گے اور نہ ہی کم۔

فائدہ: اس حدیث سے حضور ﷺ کے علم کی فراوانی کا کیا کہنا کہ ہم سب کے نام اور ہمارے آباء تک اور پھر ہمارے گھروں کو اور یہ بھی علم تھا کہ فلاں کس سَن میں ہو گا اور کتنی مدت دنیا میں رہے گا اور کیا عمل کریگا۔ اس کا خاتمہ باایمان ہو گا یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

۵۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي; حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا [153] (رواہ الطبرانی واحمد وابوداود)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے پیش کی گئی۔

فائدہ: ہم سب امتی حضور علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو ہماری زندگی کے تمام اعمال کی خبر ہے۔

۶۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: عرضت علي أمتي البارحة لدى هذه الْحُجْرَةِ حَتَّى لأَنَا أَعْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ بِصَاحِبِهِ [154] (رواہ الطبرانی، خصائص کبری ص ۱۹۷ ج ۲، مطبوعہ دکن)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کو میری ساری امت اس حجرے کے پاس مجھ پر پیش کی گئی یہاں تک کہ ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

۷۔وَقَالَ السُّدِّيُّ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي فِي صُوَرِهَا فِي الطِّينِ كَمَا عُرِضَتْ عَلَى آدَمَ وَأُعْلِمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ بِي وَمَنْ يَكْفُرُ بِي" [155] (مسند الفردوس، تفسیر نیشاپوری ص ۱۴۸، ج ۲)

---

[152] (سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْقَدَرِ، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا لِأَهْلِ الجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ، 449/4، الحديث 2141، شركة مكتبة، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[153] (مسند أحمد، أَبْوَابُ الْقَدَرِ، حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رضي الله عنه، 215/35، الحديث 21567، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[154] (مسند أحمد، أَبْوَابُ الْقَدَرِ، أَبُو الطُّفَيْلِ عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، 181/3، الحديث 3054، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[155] (تفسير البغوي، سورت آلِ عِمْرَانَ تحت ايت 179، 140/2، دار طيبة، الطبعة: الرابعة، 1417 هـ 1997 م)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری تمام امت اپنی تمام صورتوں میں میرے سامنے پیش کی گئیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے سامنے مجھے۔ معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائیگا اور کون کفر کرے گا۔

۸۔عن أبي هريرة قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ إِلَى رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذئبُ على تل فأقعى واستذفر فَقَالَ عَمَدت إِلَى رزق رزقنيه الله عز وجل أخذتُه ثمَّ انتزعته مِنِّي فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذئبا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَبِمَا هُوَ كَائِن بعدكم وَكَانَ الرجل يَهُودِيّا فجَاء الرجل إِلَى النَّبِي صلى الله عليه وسلم فَأسلم وَخَبره فَصَدَّقَهُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم [156]

(الحديث رواه في شرح السنه، مشكوة شريف باب المعجزات)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف لپک کر آیا اور چرواہا ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ فوراً ایک بکری کو لے کر بھاگا۔ چرواہے نے اسے دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگا اس سے بکری چھڑالی۔ اسی وقت بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ جس طرح کہ وہ بیٹھا کرتے ہیں پھر بآواز بلند کہا کہ میں نے اپنی روزی کا قصد کیا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اس لیے میں نے اسے پکڑ کر کھانا چاہا مگر تو نے میری روزی چھین لی ہے۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کے عجوبے کی طرح کوئی اور عجوبہ نہیں دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے تعجب خیز یہ بات ہے جو نخلستان میں ایک مقدس مرد رہتا ہے وہ جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ ہوا سب کی خبر دیتا ہے اور وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے کی بات سن کر وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

فائدہ: دیکھیے حضور نبی کریم ﷺ کے کلّی علم غیب پر جانور اور وہ بھی درندہ کامل یقین رکھے۔ لیکن انسان اور وہ بھی امتی کہلوانے والا شرک سے تعبیر کرے اس سے خود سوچئے وہ کیا ہے۔ صرف چند احادیث بطور نمونہ عرض کی ہیں تفصیل فقیر کی تصنیف "غَايَةُ الْمَامُوْلْ فِي عِلْمِ الرَّسُوْلْ" میں پڑھیے۔

نمونے غیبی خبر: اختصار احضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے چند نمونے حاضر ہیں۔

کفار پر اپنی امت کا غلبہ کی خبر دینا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرمادینا کہ اس سال کے بعد تو مجھے نہ پائے گا۔ [157] حضرت عدی بن حاتم کو راستے کے امن کی خبر دینا اور فرمادینا کہ اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو دیکھ لے گا کہ ایک عورت حیرا سے تنہا سفر کر کے خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا۔ [158] صحیفہ قریش جسے انہوں نے بحفاظت تمام خانہ کعبہ کی چھت میں رکھا ہوا تھا اس کی نسبت تین سال کے بعد بتادینا کہ اللہ کے نام کے سوا تمام کو دیمک چاٹ گئی ہے۔ [159]

([156])(مشكاة المصابيح، كتاب الْفَضَائِل وَالشَّمَائِل، بَاب فِي المعجزات، 1666/1، الحديث 5927، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

([157])(الخصائص الكبرى، ذكر المعجزات الَّتِي وَقعت عِنْد وفادة الْوُفُود عَلَيْهِ صلى الله عليه وسلم، 66/2، دار الكتب العلمية – بيروت، تاريخ النشر بالشاملة: 8 ذو الحجة 1431)

([158])(سیرت مصطفی، احادیث میں غیب کی خبریں، 754/1، مكتبة المدينة، سن طباعت: 2008)

([159])(الأنوار القدسية في شرح القصيدة الهمزية للبوصيري، 117/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2010)

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھا کی نسبت فرمانا کہ اہلبیت میں سے میری وفات کے بعد وہ سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی۔[160]

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنھا کی نسبت یوں فرمانا کہ میری وفات کے بعد میرے ازواج میں سے سب سے پہلے جو مجھے ملے گی وہ دراز دست (لمبے ہاتھ والی) ہے۔[161] ابی بن خلف کی نسبت خبر دینا کہ یہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گا۔[162] اصحمہ نجاشی کی موت کی خبر دینا جس دن اس نے حبشہ میں وفات پائی۔ شب معراج کی صبح کو قریش کے قافلوں کی خبر دینا جو تجارت کے لیے ملک شام کو گئے ہوئے تھے۔ غار ثور سے نکلنے کے بعد مدینہ کے راستے میں سراقہ بن مالک سے فرمانا کہ تو کسریٰ کے کنگن پہنایا جائے گا۔[163]

سلسلہ خلافت اور خلفائے ثلاثہ حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دینا۔ واقعہ جمل و صفین کی خبر دینا۔ وباء عمواس کی خبر دینا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دو گروہ اسلام میں ذریعہ صلح ہونے کی خبر دینا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولایت کی خبر دینا۔ حضرت عمار بن یاسر سے فرمادینا کہ تجھے گروہ باغی قتل کرے گا۔[164] خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کے حالات کی خبر دینا۔ حجاج ظالم اور مختار کذّاب کی خبر دینا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر کی نسبت فرمانا کہ یہ بیت اللہ شریف کو بچائے گا یہاں تک کہ شہید ہو جائے گا۔[165] خوارج و رافضہ و قدریہ و مرجیہ و زنادقہ[166] کی خبر دینا۔ امت کے تہتر فرقے ہونے اور ان میں سے ایک کے ناجی ہونے کی خبر دینا۔ غزوہ احد میں خبر دینا کہ حضرت حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ بدر کے دن میدان جنگ میں کفار قریش کے مرنے کی جگہوں کا الگ تھلگ نشان دینا کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور وہاں فلاں۔ جنگ بدر کے خاتمہ پر اپنے چاچا عباس رضی اللہ عنہ سے بتادینا کہ تم اپنی بیوی ام الفضل کے پاس مکہ میں مال چھوڑ آئے ہو۔ حالانکہ عباس رضی اللہ عنہ وام الفضل کے سوا کسی اور کو اس مال کا علم نہ تھا۔[167] غزوہ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ کے قریب فرمادینا کہ یہ تیز ہوا ایک بڑے منافق (رفاعہ بن زید بن التابوت) کی موت کے لیے چلی ہے۔

حضرت اقرع بن شقی العکی سے حالت بیماری میں فرمادینا کہ تو اس بیماری میں نہیں مرے گا بلکہ ملک شام میں ہجرت کرے گا اور وہیں وفات پائے گا اور مکہ میں دفن ہو گا۔ فتح مکہ کی تیاریوں کے وقت حاطب بن ابی بتعہ کے خط کی خبر دینا جو اس نے اہل مکہ کو ان کی تیاریوں سے مطّلع کرنے کے لئے لکھا تھا۔

---

(160)(حجة الله على العالمين ، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 342/1، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

(161)(صحيح مسلم ، كِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، بَابٌ: مِنْ فَضَائِلِ زَيْنَبَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها، 144/7، الحديث 2452 ، دار الطباعة العامرة تركيا، عام النشر : 1334 هـ)

(162)(الرحيق المختوم ، عوامل الصبر والثبات، قيادة تهوي إليها الأفئدة، 108/1، دار الفكر، عام النشر : 2002 م)

(163)(مدارج النبوة (مترجم) ، اطلاع بر علوم غيبيه، 272/1، شبير برادرز، سن اشاعت ، 2008)

(164)(دلائل النبوة ، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْبَارِهِ عَنِ الْفِئَةِ الْبَاغِيَةِ مِنْهُمَا بِمَا جَعَلَهُ عَلَامَةً لِمَعْرِفَتِهِمْ ، 420/6، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1405 هـ 1985)

(165)(مدارج النبوة (مترجم) ، اطلاع بر علوم غيبيه، 272/1، شبير برادرز، سن اشاعت ، 2008)

166) خوارج: **اصطلاحی مفہوم**: وہ گروہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگِ صفین کے بعد نکل کھڑا ہوا تھا، رَافِضَہ: **اصطلاحی مفہوم**: وہ شیعہ فرقہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خاص طور پر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی توہین کرتا ہے اور خلافتِ ابو بکر کو مسترد کرتا ہے، قَدَرِیَّہ: **اصطلاحی مفہوم**: وہ لوگ جو اللہ کے علم و تقدیر کا انکار کرتے تھے، مُرْجِئَہ: **اصطلاحی مفہوم**: وہ لوگ جو ایمان کو صرف دل کا فعل سمجھتے تھے اور اعمال کو ایمان سے خارج کرتے تھے، زَنَادِقَہ: **اصطلاحی مفہوم**: وہ لوگ جو ظاہری طور پر مسلمان بنے لیکن دل سے اسلام کے منکر، یا اسلام کو باطن میں جھٹلاتے تھے۔ (س رضا)

(167)(مسند أحمد ، وَمِنْ أَخْبَارِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه، 335/5، الحديث 3310، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتادینا کہ اس حلیہ کی ایک عورت اس خط کو لے جارہی ہے اور تم اسے فلاں جگہ جا پکڑو گے۔[168] وفد عبد القیس کے آنے کی خبر دینا۔ غزوہ موتہ جو مدینہ منورہ سے ایک مہینہ کی مسافت پر ملک شام میں ہو رہا تھا اس کی نسبت خبر دینا کہ حضرت زید و جعفر و ابن رواحہ یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے اور آخر حضرت خالد نے فتح پائی۔ مقام تبوک میں جو شام و مدینہ کے درمیان ہے فرمادینا کہ آج مدینہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لیثی میں انتقال فرمایا اور وہیں ان کی نماز پڑھنا۔ کسریٰ و قیصر کے ہلاک ہونے اور فارس و روم کے فتح ہونے کی خبر دینا۔ لبید بن اعصمن یہودی کے جادو کی خبر دینا۔ مومنین و منافقین کے اَسْ رَارْ (رازوں) کی خبر دینا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خبر دینا۔ بنائے بغداد و بصرہ و کوفہ کی خبر دینا۔ امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی کی بشارت دینا وغیرہ وغیرہ یہ تمام امور اسی طرح وقوع میں آئے جس طرح حضور ﷺ نے خبر دی تھی۔[169]

آثارِ قیامت: قیامت کی نشانیاں جو آپ ﷺ نے بیان فرمائیں وہ ان کے علاوہ ہیں اور وہ تین قسم کی ہیں۔ پہلی دو قسموں کو آثارِ صغری سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تیسری کو آثارِ کبری کہتے ہیں۔ انکی تفصیل فقیر کی کتاب "قیامت کی نشانیاں" میں ملاحظہ فرمائیں۔

اول: وہ آثار جو وقوع میں آچکے ہیں۔ مثلا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف تمام صحابہ کرام کا اس دنیا سے رحلت فرمانا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا۔ تاتاریوں کا فتنہ۔ حجاز کی آگ۔ جھوٹے دجالوں کا دعوئی رسالت کے ساتھ نکلنا۔ بیت المقدس اور برائن کا فتح ہو جانا۔ سلطنت عرب کا زائل ہو جانا۔ تین خُسوف کا وقوع (ایک مشرق میں ایک مغرب اور ایک جزیرہ عرب میں) قتل اور فتنوں اور زلزلوں کی کثرت مسخ و قذف۔ ریح احمر انقطاع طریق حج کعبۃ اللہ سے حجر اسود کا اٹھایا جانا۔ کثرت موت وغیرہ۔

دوم: وہ آثار جو ظہور میں آچکے اور زیادہ ہو رہے ہیں حتی کہ قسم سوم سے مل جائیں گے۔ مثلاً عابدوں کا جاہل ہونا۔ علماء قاریوں کا فاسق ہونا۔ چاندوں کا بڑا نظر آنا حتی کہ کہا جائے کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔ بارش کا زیادہ ہونا اور روئیدگی کا کم ہونا۔ قاریوں کی کثرت اور فقہا کی قلت، امیروں کی کثرت امینوں کی قلت۔ فاسقوں کا سردار قبیلہ اور فاجروں کا حاکم بازار بننا۔ مومن کا اپنے قبیلہ میں نقد نقد بفتح نون و قاف، ایک قسم کی بد شکل بکری ہوتی ہے۔ جس کے ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں یہ ذلت میں۔ ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ "اَذِلُّ مِنَ النَّقْدِ" یعنی نقد سے زیادہ ذلیل۔

اس لفظ کا واحد نَقَدَة اور جمع نَقَّادَة ہے۔ نقد سے زیادہ ذلیل ہونا۔ تجارت کی کثرت۔ عورت کا اپنے شوہر سے کے ساتھ شریک تجارت ہونا۔ قطع رحم کرنا۔ کاتبوں کی کثرت اور علماء کی قلت۔ جھوٹی گواہی کا ظاہر ہونا۔ امانت کو غنیمت سمجھنا۔ زکوۃ کا تاوان خیال کرنا۔ علم دین کو دنیا کی خاطر سیکھنا۔ حقوق والدین کی کثرت۔ بڑوں کی عزت نہ ہونا۔ چھوٹوں پر رحم نہ کیا جانا۔ ولد الزنا (زنا کی اولاد) کی کثرت۔ اونچے محلوں پر فخر کرنا۔ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کرنا۔ نماز پڑھانے کے لیے مسجدوں میں اماموں کا نہ ملنا۔ بغیر شروط ارکان نمازیں پڑھنا۔ حتی کہ پچاس میں سے ایک بھی نماز کا قبول نہ ہونا۔ مسجدوں کی آرائش کرنا۔ مسجدوں کو راستے بنانا۔ قریبی لڑکی سے مفلسی کے سبب سے نکاح نہ کرنا اور کسی دنیۃ الاصل سے اس کی دولتمندی کے سبب سے نکاح کر لینا۔ ناحق مال لینا۔ حلال درہم کا نہ پایا جانا۔ سائل کا محروم رہنا۔ اسلام کا غریب ہونا۔ لوگوں میں کینہ و بخش ہونا۔ عمریں کم ہونا۔ درختوں کے پھلوں کا کم ہونا۔ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا جاننا۔ مال حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی منافقانہ مدح کرنا۔ خطباء کا جھوٹ بولنا۔ حُکّام کا ظلم کرنا۔ نجومیوں کا سچا جاننا۔ قضا و قدر (تقدیر) کو حق نہ جاننا۔ مرد کو عورت

([168])(حجة الله على العالمين ، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، 1/349، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

([169])(حجة الله على العالمين ، إخباره ﷺ بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، ج 1 ص 340 الى 352، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبع: 2015)

یا دوسرے مرد سے لواطت کرنا۔ جہاد نہ کرنا۔ مالداروں کی تعظیم کرنا کبیرہ گناہوں کو حلال جاننا۔ سود اور رشوت کھانا۔ قرآن کو مزامیر (نغمے) بنانا۔ درندوں کے چمڑوں کے فرش بنانا۔ ریشم پہننا۔ جہالت وزناوشراب نوشی کی کثرت۔ خائن کو امین اور امین کو خائن سمجھنا۔ گانے والی لونڈیوں کا رکھنا۔ آلات لہو کو حلال سمجھنا۔ حدود شرعیہ کا جاری نہ ہونا۔ عہد توڑنا۔ عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے مشابہت پیدا کرنا۔ اخیر امت کا اول امت کو برا کہنا۔ مردوں کا عمامے چھوڑ کر عجمیوں کی طرح تاج پہننا۔ قرآن کو تجارت بنانا۔ مال میں سے اللہ کا حق ادا نہ کرنا۔ جوا کھیلنا۔ باجے بجانا۔ کم تولنا۔ جاہلوں کا حاکم بنانا۔ مسجدیں بنانے پر فخر کرنا۔ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا مستقبل ہو گا، وغیرہ وغیرہ۔

سوئم: آثارِ کُبریٰ (قیامت کی بڑی نشانیاں) جن کے بعد ساتھ ہی قیامت آجائے گی یہ آثار یکے بعد دیگرے پے در پے ظاہر ہوں گے۔ جیسے سلک مروارید سے موتی گرتے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے شروع ہو کر نفخ صور پر ختم ہو جائیں گے ان کا بیان جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں پایا جاتا ہے اس کا خلاصہ حسب معلومات خود نیچے درج کیا جاتا ہے۔

جب آثارِ صُغریٰ (قیامت کی چھوٹی نشانیاں) سب ظاہر ہو چکیں گے۔ تو اس وقت نصاریٰ کا غلبہ ہو گا۔ ایک مدت کے بعد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کی اولاد سے ایک شخص سفیان نام جانب دمشق سے ظاہر ہو گا۔ جس کی ننھیال قبیلہ کلب ہو گا۔ وہ اہل بیت کو بری طرح قتل کرے گا۔ شام و مصر کے اطراف میں اس کا حکم جاری ہو گا۔ اسی اثناء میں شام روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے سے صلح ہو گی۔ لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرے گا۔ شاہ روم ملک شام میں آجائے گا۔ اور دوسرے فرقہ کی مدد سے ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح پائے گا۔ دشمن کی شکست کے بعد فرقہ موافق میں سے ایک شخص بول اُٹھے گا۔ کہ یہ فتح صلیب کی برکت سے ہوتی ہے۔ اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اسے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا کہ نہیں بلکہ اسلام کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔ الغرض دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے اور خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جس میں بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ اور دونوں عیسائی فریق باہم صلح (آپس میں صلح) کر لیں گے اس طرح شام میں عیسائی راج ہو جائیگا۔ بَقِیَّۃُ السَّلَف (بقیہ) مسلمان مدینہ منورہ میں چلے آئیں گے اور عیسائیوں کی حکومت مدینہ منورہ کے قرب خیر تک پھیل جائے گی اس وقت اہلِ اسلام کو امام مہدی علیہ السلام کی تلاش ہو گی۔

لطیفہ: نجدی حکومت (سعودی عرب کی ابتدائی وہابی حکومت) کے نمائندے ہمیں اپنے ایک افسر کے پاس لے کر گئے اور کہا: "یہ مشرک ہیں۔" اس کے ترجمان نے کہا: "تم نبی علیہ السلام کے لیے علمِ غیب مانتے ہو؟" میں نے کہا: "ہماری طرح تم بھی مانتے ہو، مثلاً: امام مہدی علیہ السلام کی آمد وغیرہ، یہ بھی علمِ غیب ہے۔" اس نے کہا: "تم علمِ غیب کے منکر (انکار کرنے والے) کو کافر کہتے ہو؟" میں نے کہا" : ظہورِ مہدی (امام مہدی کے ظاہر ہونے) وغیرہ کے منکر کو تم کیا کہتے ہو؟" کہا" : کافر"! میں نے کہا: "اب بتایئے، تمہارے اور ہمارے میں کیا فرق ہوا؟" یہ سن کر شرمندہ ہوا۔

نشانی کے طور: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: «تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ

تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ» ثُمَّ سَكَتَ [170] (رواہ احمد، مشکوۃ باب الاعذار والتحذیر ص ۴۶۱)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور قدرتِ ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہو گی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتہ اندیش بادشاہت ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ (سلسلہ نبوت کے طریقے پر خلافت) قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کچھ نہ فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی مبارک سے لے کر امام مہدی رضی اللہ عنہ تک اجمالی حالات بیان فرما دیئے۔ یہی علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اسے صحابی رضی اللہ عنہ نے صحابہ و تابعین میں بیان فرمایا کیا اس سے ان کا عقیدہ کا اظہار ہوا یا نہیں؟

عرب کے آخری لمحات: بخاری شریف میں ہے کہ،

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ حَتَّى يُخْرِجَ الرَّجُلُ زَكَاةَ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَأَنْهَارًا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَة: قَالَ: «تبلغ المساكن إهَاب أَو يهاب» [171] (بخاری شریف)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مال و دولت اتنی زیادہ نہ بڑھ جائے یہاں تک کہ لوگ اپنے مال کی زکوۃ نکالیں گے اور کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ اور جب تک عرب کی زمین سبز و شاداب باغ و بہار اور نہر والی نہ بن جائے اور ایک روایت میں کہ جب تک عمارتیں اور آبادی اہاب یا یہاں تک نہ پہنچ جائے (یہ مدینہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے)۔

فوائد: ۱۔ عرب کا ایک فتنہ عظیم میں مبتلا ہونے۔ ۲۔ مقتول کے دوزخی ہونے۔ ۳۔ زبان درازی کے عام ہونے۔ ۴۔ مال و دولت کے زیادہ ہونے۔ ۵۔ عرب میں سبز و شاداب و باغ و بہار۔ ۶۔ عمارتوں کے وسیع ہو جانے۔

اور دیگر امور کا حضور رحمت دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کو علم تھا جس کے متعلق آپنے پہلے ہی سے پیشن گوئیاں فرمادی ہیں اسے ہم مافی الغد (علم غیب) سے تعبیر کرتے ہیں۔

انتباہ: اہلِ انصاف اور حق پسند مسلمان کو دعوتِ انصاف ہے کہ آج ہی حجازِ اقدس (خصوصاً مکہ و مدینہ) کا نقشہ سامنے رکھ کر عقائدِ اہلِ سنّت کی تصدیق کیجئے کہ جو باتیں حضور نبی کریم ﷺ نے صدیوں پہلے بتائیں، وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دیگر شہروں کے علاوہ حرمین طیبین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کو دیکھ لیجئے۔ صرف مال و دولت کی ریل پیل (فراوانی، کثرت) اور ریال (سعودی کرنسی) کی کثرت و وفرت (زیادتی، فراوانی) نے عربی ممالک تک دھاک بیٹھادی ہے (رعب و

([170])(مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، بَاب الْإِنْذَار والتحذير، 3/1478، الحديث 3578، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

([171])(مشكاة المصابيح، كتاب الْفِتَن، بَاب أَشْرَاط السَّاعَة، 3/1498، الحديث 5440، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

دبدبہ قائم کر دیا ہے)۔ سر سبزی اور کھیتی اور باغات کا کام آج سے جاری ہے، جو چند سالوں بعد آنے والی نسلیں آنکھوں سے دیکھ لیں گی۔ جیسے ہم مکہ و مدینہ میں کل کی جھونپڑیوں (کچی اور سادہ جھونپڑیاں) کو آج کئی بلند و بالا مکانات (اونچی اور عظیم الشان عمارتیں) دیکھ رہے ہیں، جن کی بلندیاں آسمان سے باتیں کر رہی۔ اور آج مدینہ کی آبادی، اَہاب، یَہاب کے مقام سے بھی آگے بڑھ گئی ہے، بلکہ یہاں بھی بہت سے لوگ آباد ہیں۔ اور اَہاب، یَہاب کے مقام کی تحقیق کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب "محبوبِ مدینہ"۔ یہ چند نمونے عرض کیے ہیں۔ اگر صحابہ کرام کے عقائد کی تفصیل لکھی جائے تو ضخیم دفتر (بہت بڑی کتاب) بھی ناکافی ہو۔ اہلِ انصاف کے لیے اتنا کافی ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنْ

مدینہ کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

تاریخ ۳ جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ

یَوْمُ الْخَمِیْسْ قَبْلَ لِصَلَاۃِ الْعَصْرِ